﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 25 ستمبر 2009ء | 5 شوال 1430 ہجری قمری — 25 تبوک 1388 ہجری شمسی | شمارہ 39

اپنی زینت کا بے محل اور نامناسب اظہار کرنے والی عورت کی مثال

حضرت میمونہ بنت سعدؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اپنی زینت کا بے محل اور نامناسب مقام پر اظہار کرنے والی عورت کی مثال قیامت کے دن اُس اندھیرے کی ہے جس کے ساتھ کوئی نور نہ ہوگا۔

(جامع ترمذی کتاب الرضاع باب فی کراھیۃ خروج النساء حدیث نمبر1087)

آج جماعت احمدیہ کی ہی قربانیاں ہیں جو دین کی خاطر ہیں اور انسانیت کا فخر بلند کرنے کے لئے ہیں۔

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ احمدی کی پہچان ہے۔ ہماری دیواروں اور بورڈوں سے تو یہ کلمہ مٹایا جاسکتا ہے لیکن ہمارے دلوں سے کبھی نہیں مٹایا جاسکتا۔

لاٹھیانوالہ (فیصل آباد۔ پاکستان) میں پولیس کی طرف سے احمدیہ مسجد سے کلمہ مٹانے کی مذموم حرکت کا تذکرہ۔

واقفین زندگی مبلغین اور طلباء جامعہ احمدیہ کو تَفَقُّهْ فِي الدِّيْن کے لئے خصوصی نصائح۔ جرمنی میں بھی دعوت الی اللہ کے خصوصی پروگرام بنائیں۔

——— (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ سے ولولہ انگیز اختتامی خطاب)

تقریب تقسیم اسناد و گولڈ میڈلز۔ غیر پاکستانی نومبائعات کی حضور انور سے اجتماعی ملاقات۔ جرمن، ترک، ہنگیرین، افریقن اور بلقان نومبائعین کی حضور انور سے ملاقات۔ دستی بیعت، مئی مارکیٹ منہائم سے بیت السبوح فرانکفورٹ واپسی۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

16 اگست 2009ء بروز اتوار:

آج جلسہ سالانہ جرمنی کا آخری اور حضور انور کے سفر کا ساتواں دن تھا۔ حضور انور نے 5 بجکر 15 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ کے ہال میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ کہف کی آیت 103 تا 107 اور دوسری رکعت میں آیت 108 تا 111 کی تلاوت فرمائی۔

حضور انور چار بجکر 10 پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ اسکے بعد حضور انور کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے تو ہال پر جوش نعروں سے گونج اٹھا۔ حضور انور نے مکرم امیر صاحب جرمنی کو معزز مہمانوں کا تعارف کروانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب جرمنی نے مسٹر Thorsten Schaefer Guembel جو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی صوبہ Hessen کے صدر اور آئندہ الیکشن میں وزیر اعلیٰ کے امیدوار ہیں اور ان کا شمار پارٹی کی ایگزیکٹو باڈی میں دوسرے نمبر پر ہوتا ہے کے علاوہ مسٹر Gustav Luenenborg جو جرمن آرمی کے ریٹائرڈ کرنل ہیں کا تعارف کرواتے ہوئے انہیں مختصر خطاب کرنے کی دعوت دی۔ ان مہمانوں نے اپنے خطاب میں جماعت کی تعلیم اور جرمنی میں خدمات کو سراہا۔ ان کے خطاب سے قبل مکرم فضل احمد صاحب نے وفاقی وزیر برائے محنت و وفاقی امور کا حاضرین جلسہ کے نام پیغام پڑھ کر سنایا۔

اختتامی اجلاس

جرمن مہمانوں کے مختصر خطاب کے بعد جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ سلسلہ مالٹا نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرم محمود احمد خان صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم کمال احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ''وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات'' خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقریبِ تقسیمِ اسناد و گولڈ میڈلز

تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے تقریب تقسیم اسناد شروع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم جرمنی نے دوران سال نمایاں تعلیمی کامیابیاں حاصل کرنے والے طلبا کا اعلان کیا جنہیں حضور انور نے اپنے دست مبارک سے اسناد اور گولڈ میڈلز عطا فرمائے۔ جن طلبا کو یہ اعزاز حاصل ہوا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مکرم مبشر احمد بشیر صاحب (پی ایچ ڈی کیمسٹری)، مکرم عمر حمید صاحب (ڈاکٹر آف میڈیسن)، مکرم مرزا نعمان احمد صاحب (ماسٹرز آف سائنس۔ٹرانسیشن سٹڈیز)، مکرم عمران وحید صاحب (ماسٹرز آف سائنس سسٹم انجینئیر نگ)، مکرم مرزا طیب محمود صاحب (ماسٹرز آف انجینئیر نگ)، مکرم نادر الطاف صاحب (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرم منور احمد صاحب (ڈاکٹر آف میڈیسن)، مکرم نعمان مبارک صاحب (ماسٹرز آف کیمسٹری)، مکرم احسن رزاق صاحب (ماسٹرز آف سول انجینئیر نگ)، مکرم عثمان محمود صاحب (ماسٹرز آف سسٹم انجینئیر نگ)، مکرم عمران عظمت چوہدری صاحب (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرم وقاص محمود صاحب (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرم ماذن اوکلاہ صاحب (گریجویٹ ٹرانسلیٹر)، مکرم محمد سکندر Peci صاحب (ماسٹرز آف سائکالوجی)، مکرم مصطفےٰ Ljaic صاحب (ماسٹرز آف آرکیٹیکچر)، مکرم مبشر اللہ صاحب (بیچلر آف سائنس)، مکرم حسنات احمد صاحب (بیچلر آف سائنس)، مکرم سلمان طیب صاحب (بیچلر آف سائنس)، مکرم محمد احسن حاشر صاحب، مکرم مرزا احتشام احمد صاحب (B.Sc)، مکرم وقار احمد زاہد صاحب (سول انجینئیر نگ)، مکرم لقمان علی صادق صاحب (A لیول)، مکرم ناصر احمد جاوید صاحب (A لیول)، مکرم صادق احمد بٹ صاحب (A لیول)، مکرم شہزاد خان صاحب (A لیول)، مکرم سلیمان احمد صاحب (O لیول)، مکرم سمیع اللہ صاحب (O لیول)۔

حضور انور کے پُرمعارف اختتامی خطاب کا خلاصہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری خطاب میں مَیں نے انبیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی تھی جس پر دنیا کے مختلف ملکوں سے خطوط اور فیکسز ملی ہیں کہ اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ یہ جماعت کی پہچان ہے کہ جب کوئی بات انہیں بتائی جاتی ہے تو اس کا فوری اثر بھی ہوتا ہے۔

لوگوں کے اندر وہ احساس جاگا ہے جسے ہمیشہ جگائے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ احساس جاگا رہے گا اور اس میں تسلسل آئے گا تو دشمن بھی جماعت کو دبانے کے لئے جتن کریں گے۔ یہی انبیا کی جماعتوں سے ہوتا آیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی مخالفت سچائی کی نشانی ہے۔ حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں صحابہ کے ساتھ ہونے والے ظلموں کا تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دردناک واقعات کا ایسا سلسلہ ہے جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جذبات سے مغلوب کر دیتا ہے کہ انہوں نے خدا اور خدا کے رسول کے نام پر دہکتے ہوئے کوئلے اپنے جسم کی چربی سے ٹھنڈے کر دئے۔ اپنے جسموں کو چروایا لیکن خدا اور اس کے رسول کی محبت کو اپنے سینوں سے نکالنا گوارا نہ کیا۔

پھر حضور انور نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی شہادتوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے آج بھی جان کے نذرانے دئے جارہے ہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ اس کے برعکس دوسرے بھی کہتے ہیں کہ ہم نے بھی جان کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ ہم بھی جنگ کی حالت میں ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ قربانیاں اس تعلیم کے خلاف ہیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھیں مسلمان مسلمان کو ہی ظالمانہ طریق سے قتل کرتے چلے جارہے ہیں۔ قتل وغارت اور ظلم کی انتہا کی ہوئی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ یہ سب کچھ اسلام اور مذہب کے نام پر ہورہا ہے۔ فرمایا کہ مسیح کی آمد سے کوئی خونی انقلاب نہیں آئے گا بلکہ جنگوں کا خاتمہ ہونا ہے۔ پس آج جماعت احمدیہ کی ہی قربانیاں ہیں جو دین کی خاطر ہیں انسانیت کا سر فخر سے بلند کرنے کیلئے ہیں اور جماعت کی ان قربانیوں میں ایک بھی ایسی مثال نہیں کہ کسی احمدی نے ظلم کا ساتھ دینے کیلئے خون بہایا ہو۔

حضور انور نے پاکستان میں احمدیوں کی بڑھتی ہوئی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں لاقانونیت کا دورہ ہے اور احمدی پہلے کی طرح اس کی لپیٹ میں ہے ہی لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا کہ فیصلہ تو خدا کے ہاتھ ہے۔ پس اے عقل کے اندھو! اے مولویو! اور اے احمدیت کے مخالفو! کچھ تو سوچو کہ کیا ہورہا ہے تمہارے ساتھ۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے کلمہ لَااِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہ احمدی کی پہچان ہے ہماری دیواروں اور بورڈوں سے تو یہ کلمہ مٹایا جاسکتا ہے لیکن ہمارے دلوں سے کبھی نہیں مٹایا جاسکتا۔ فرمایا آج کل بھی پاکستان میں اس حوالے سے احمدیوں پر بہت سختیاں ہورہی ہیں۔ دیواروں سے بھی جو کلمہ لکھا ہوا ہے وہ کھرچا جارہا ہے۔ اگر سیمنٹ سے لکھا ہوا ہے تو ہتھوڑوں سے توڑا جارہا ہے۔ فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں لاٹھیاں والے میں یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ پولیس اور ایلیٹ فورس کے دو تین سو مجاہدین نے یہ سب کارنامہ سرانجام دیا ہے جن کی پیٹھوں پر لکھا ہوا تھا کہ ہم کسی سے خوف نہیں کھاتے۔ فرمایا کہ وہ دنیا میں کسی سے خوف نہیں کھاتے ہوں گے لیکن وہ خدا تعالیٰ جب انتقام لیتا ہے اپنے پیاروں کو تنگ کرنے والوں سے تو پھر دنیا اور آخرت میں تباہ و برباد کردیتا ہے ایسے لوگوں کو ان قانون کے پاسبانوں کو تو ہم اس لئے نہیں روکتے قانون کے نام پر ظلم کرنے سے کہ حکومتی اداروں سے ٹکرا کر ملک میں بدامنی پھیلانا ہماری تعلیم نہیں ہے لیکن ان نام نہاد دین کے ٹھیکیداروں سے احمدی نہ پہلے کبھی ڈرا ہے اور نہ آئندہ کبھی خوفزدہ ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت کی مخالفت کا یہ سلسلہ دنیا کے بعض دوسرے ملکوں میں بھی جاری ہے لیکن اس سے احمدیوں کو ان کے ایمان سے ہٹایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس سلسلے کو دنیا کے کناروں تک پھیلنے سے روکا جاسکتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنی جماعت کو اس کے لئے تیار کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے فرمایا تھا کہ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہوسکتے۔ نہ زلزلوں، نہ سب وشتم اور نہ ابتلاؤں سے۔ ہم ہرگز خدا سے جدا نہیں ہوسکتے۔ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تم پر سکینت نازل کریں گے۔ پس ہر احمدی جانتا ہے کہ خدا کی خاطر قربانیاں دینی پڑتی ہیں مگر الٰہی جماعتیں پیغام پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹتیں۔ اس لئے پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے یہ کام کرتے چلے جانا ہے۔

حضور انور نے قرآن کریم کی ایک آیت کے حوالے سے فرمایا کہ ایک ایسی جماعت ہونی ضروری ہے جو اپنی زندگیاں وقف کرے، نیکی کی تلقین کی جائے، بدی سے روکا جائے اور مومنوں کا ایک گروہ اس کام کیلئے نکل کھڑا ہو کہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے تا وہ ہلاکت سے بچیں۔ یہ ہر احمدی کی ذمے داری ہے کہ وہ خیر جس سے اسے حصہ ملا ہے اس خیر کو آگے پہنچائے۔ حکمت سے کام کرنا مومنانہ فراست کا خاصہ ہے اور موعظہ حسنہ تو آگ کو بھی ٹھنڈا کرسکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عملاً ہم میں سے ہر کوئی یہ کام نہیں کرسکتا اس لئے جماعت میں وقف کا نظام ہے کہ ایک گروہ دین کا علم سیکھے اور آگے سکھانے کے عہد کرے۔ اس عہد کو پورا کرنے کیلئے جان تو جائے مگر عہد پر آنچ نہ آئے۔ اس لئے مربیان کا کام ہے کہ خدا نے ان کو جو علم عطا کیا ہے۔ جماعت نے خرچ اور محنت سے ان کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ صف اوّل میں ہو کر یہ کام کریں۔

اپنوں کی تربیت کا بہت بڑا کام ہے۔ فوج در فوج لوگوں کے آنے سے یہ کام اور بھی بڑھ گیا ہے۔ اس لئے مربیان اور دنیا کے مختلف ممالک میں جامعہ کے طلباء کا اولین فرض ہے کہ اپنے جائزے لیں اور عہد کریں کہ دنیا کی کسی خواہش کو اس کام میں روک نہیں بننے دینا۔ ان کے سامنے پرانے واقفین کے بہترین نمونے موجود ہیں۔ آج بھی دنیا ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہر احمدی کیلئے ان کے نمونے مشعل راہ ہیں۔ پس کسی مربی کی طرف اعتراض کی انگلی نہ اُٹھے بعض کو اعتراض کی عادت ہوتی ہے مگر واقفین کا نمونہ ایسا ہو کہ ہر معترض کا اعتراض طمانچہ بن کر اس کے اپنے منہ پر پڑے۔ پس نیکی کی طرف دعوت کریں اور بدی اور منکر سے روکیں۔ ہر صاحب علم جو دوسروں کو وعظ کرتا ہے مگر اپنی کمزوریوں کو نہیں دیکھتا اس کو بہت فکر کرنی چاہئے۔ معروف کا حکم اور برائی سے روکنا تبھی فائدہ مند ہوسکتا ہے جب اس پر عمل ہو۔ پس وسعت حوصلہ پیدا کریں، دعاؤں عبادات اور نوافل پر بہت زور دیں۔ کیونکہ اپنے زور بازو سے نہ کسی کو نیکی کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے اور نہ برائی سے روکا جاسکتا ہے۔ اگر یہ باتیں ہونگی تو بہترین مربی اور واعظ ہونگے ورنہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْن کے نیچے آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ واضح کردوں کہ یہ نصیحت واقفین زندگی کیلئے خصوصاً ہے۔ مگر ہر احمدی کو ایسے نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ ہر فرد جماعت کا سفیر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تَفَقُّـہ فِی الدِّیْن کرنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ دین کا علم صرف طوطے کی طرح یاد نہ ہو بلکہ فکر کی عادت ہو۔ ہر طالب علم اور مربی کو غور و فکر کی عادت ہونی چاہئے۔ مطالعہ اور غور پر زور دینے کی بہت ضرورت ہے۔ تاکہ دعوت الی اللہ کا ذریعہ بن سکیں۔ خدا سے تعلق قائم کریں۔ دنیا کی جاہ حشم کی پرواہ نہ کریں۔ خاص کوشش اور دعا کیساتھ معرفت الٰہی کے راستے تلاش کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے شہد کی مکھی کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مکھی میدان عمل میں نظر آتی ہے اور کام کرتے ہوئے مرتی ہے۔ انڈے دینے کی خواہش ہو بھی تو نہیں دیتی کہ یہ ملکہ کا حق ہے۔ فرمایا یہ اطاعت کا نمونہ ہے جو انسان اشرف المخلوقات کو درس دیتا ہے کہ روحانی نظام میں انبیاء اور خلفاء کے تابع رہنا چاہئے۔ نکتہ رس طبیعت ہو، ذوق اچھا ہو مگر پھر بھی اشاعت اُسی نکتہ اور تفسیر کی ہوگی جو خلیفہ وقت کے ماتحت اور تابع ہو۔ اگر خلیفہ وقت کو شرح صدر نہیں تو اس نکتہ کی کوئی وقعت نہیں۔ امام ڈھال ہے اسلئے تَفَقُّہ فِی الدِّیْن کا کام بھی امام کے پیچھے رہ کر کرنا ہوگا۔

غزوہ اُحد میں حضرت طلحہ کے مثالی طرز عمل اور عظیم قربانی کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ آج ہر احمدی اہم ہے۔ جس نے بیعت کرلی وہ عام نہیں اہم ہے۔ آج آپ کے ہاتھ کے پیچھے احمدیت کا چہرہ ہے۔ ہر وقت چوکس رہنا ہے۔ خلافت کی حفاظت کیلئے جان، مال وقت اور عزت کی قربانی کا جو عہد کیا ہے اسے پورا کرنا ہے۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہر احمدی اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والا اور اپنے اعمال کا محافظ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ شہد کی مکھی ایک چمچ شہد کیلئے کئی میل کا سفر طے کرتی ہے۔ ہم جو اشرف المخلوقات اور اپنے آپ کو عہد بیعت میں شامل سمجھتے ہیں، ہمیں کس قدر محنت کے ساتھ اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانا فرض ہے تاکہ انہیں روحانی شفا حاصل ہو۔

حضور انور نے حضرت یونس کی قوم کے توبہ کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ توبہ و استغفار فائدہ دیتا ہے اور یہی اصول ہے جو عذاب سے بچاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے پچھلے واقعات کو سبق بنا کر پیش کیا تاکہ توبہ و استغفار کی طرف توجہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے اسلام کی صداقت کے دلائل سے پُر لٹریچر چھوڑا ہے جو مخالفین کیلئے دو دھاری تلوار ہے۔ یہ کتب لکھ کر حضرت مسیح موعود ؑ نے جماعت کو وہ ہتھیار دیا ہے جو قیامت تک کُند ہونے والا نہیں۔ آپؑ کو خدا نے براہین و دلائل عطا فرمائے اور آپ اسلام کے دفاع کیلئے مرد میدان کی طرح کھڑے رہے، آپ نے نہ ختم ہونے والے دلائل دئے۔ خدا سے علم پا کر قرآن کے بے کنار سمندر کی سیر کروائی۔ پس ہمارا کام ہے کہ دنیا کو دائمی زندگی دینے کیلئے اس روحانی سمندر کی سیر کرائیں جو دائمی زندگی اور فرحت دینے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جرمنی میں دعوت الی اللہ کیلئے خاص پروگرام بنائیں۔ جرمنی کے غیر از جماعت دوست نے مجھے ملاقات میں بتایا ہے کہ جرمن اس تعلیم کی طرف توجہ کررہے ہیں۔ اس لئے اس رجحان سے فائدہ اٹھائیں اور ان تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک روحانی موسیقی کی طرف توجہ دلائی تھی جو 1500 سوسال پہلے بجائی گئی تھی جس نے عرب و عجم کو خدا کے در پر لا ڈالا تھا۔ 120 برس قبل اسی موسیقی نے جھوٹے خداؤں کی قلعی کھول دی تھی۔ پچاس ساٹھ سال قبل حضرت مصلح موعودؓ نے آسمانی بادشاہت کے نظارے دیکھنے کے لئے اس موسیقی کو زور سے پھونکنے کا کہا تھا۔ اے حصن حصین کی پناہ میں آنے والو! اس نوبت خانے کی موسیقی کو اس زور سے بجانے کی ضرورت ہے کہ ساری دنیا کو اس کی آواز پہنچ جائے۔ ہر احمدی اس سال اس نعرہ کو مشرق و مغرب شمال و جنوب میں ایک خاص شان کے ساتھ لگائے کہ خلافت کی نئی صدی کی ابتدا دنیا میں انقلاب کا سنگ میل بن جائے۔ ایشیا، افریقہ اور جزائر میں ہر جگہ اس نعرہ اور اس موسیقی کی دھنیں سنی جانے لگیں۔ اُٹھو اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس میں صرف کردو۔

آخر پر حضور انور نے اسیران راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں اور ان کی اولادوں، مخالفت کے متاثرین، واقفین نو، واقفینِ زندگی، بیماروں، ضرورتمندوں، ایمان کی مضبوطی، خلافت سے تعلق پیدا کرنے اور دعوت الی اللہ کرنے کیلئے دعاؤں کی تحریک کے ساتھ پُرسوز دعا کروائی۔

دعا ختم ہوتے ہی تمام حاضرین جلسہ کھڑے ہوگئے اور پُر جوش فلک شگاف نعروں سے حضور انور سے اپنی وفا اور عقیدت کا خوب دل کھولکر اظہار کیا۔ اسکے بعد عربی، جرمن اور اردو زبان میں گروپس نے مسحور کُن نظموں اور ترانوں سے ایک روح پرور سماں باندھ دیا۔ حضور انور اس منظر سے محظوظ ہونے کے بعد مستورات کی جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب حضور انور پنڈال میں پہنچے تو احمدی خواتین نے اپنے جذبات کا والہانہ اظہار کرتے ہوئے پر جوش نعرے لگائے۔ بچیوں نے دلکش نظمیں، ترانے اور نغمے گا کر اپنے محبوب آقا سے اپنی دلی محبت کا اظہار کیا۔ حضور انور کچھ دیر وہاں رونق افروز رہنے کے بعد اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

غیر پاکستانی نومبائعات کی حضور انور سے اجتماعی ملاقات

حضور انور شام 7 بجکر 40 منٹ پر پروگرام کے مطابق غیر پاکستانی نومبائع خواتین سے ملاقات کیلئے مستورات کی مارکی میں تشریف لائے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے کس کس نے اس سال احمدیت میں شمولیت اختیار کی ہے؟ جن خواتین نے ہاتھ کھڑے کئے ان میں سے ایک مصری نژاد اور ایک جرمن تھیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں احمدی ہوئی ہیں اور احمدیت میں شامل ہو کر انہیں کیا ملا ہے؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ انہیں اسلام میں سچائی اور حقیقت نظر آئی ہے۔ ان کے ذہنوں میں جو سوال تھے ان کے تسلی بخش جواب مل جانے پر انہوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ احمدیت میں شامل ہو کر ان کے دل کو اطمینان اور ذہنی سکون ملا ہے۔

ایک نوجوان خاتون جو بیعت کرنے کے قریب ہیں انہیں حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اگر وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتی ہیں تو بہتر ہے کہ وہ پہلے اپنے والدین کو اپنے اس اقدام کے بارے میں اعتماد میں لیں پھر بیعت کریں۔ ورنہ ان کے لئے مشکل ہوسکتی ہے۔ حضور انور نے ان نومبائعات کو ازراہ شفقت سوال پوچھنے کا موقعہ بھی عطا فرمایا۔ ایک جرمن خاتون نے سوال کیا کہ وہ وصیت کرنا چاہتی ہیں مگر چونکہ وہ فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں کام کرتی ہیں اس لئے ان کو کہا گیا ہے کہ وہ وصیت نہیں کرسکتیں۔ گو وہ کام تبدیل کرنے کی کوشش کررہی ہیں مگر فوری طور پر ایسا کیا جانا ممکن نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ شراب اور سور کے گوشت کے کام میں براہ راست ملوث نہیں ہوتیں تو وہ اس زمرے میں نہیں آتیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ خاص طور پر شراب کے بارے میں حدیث میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ ہر ایسا شخص جو شراب کے کام میں کسی طرح ملوث ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس خاتون نے کہا کہ وہ مرغی کے گوشت کے برگر بناتی ہیں اور شراب کے کام میں ملوث نہیں ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ وصیت کی درخواست دے سکتی ہیں تو وہ براہ راست مجھے لکھیں۔

ایک اور خاتون نے سوال پوچھا کہ Burger King میں کام کرنے والوں سے چندہ نہیں لیا جاتا۔ حضور انور نے اس کا تفصیلاً جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ مجبوری میں کسی کے مخصوص حالات کی وجہ سے اس طرح سے ہونے والی آمد اس فرد کیلئے تو حلال ہوسکتی ہے مگر جماعت کیلئے نہیں کیونکہ جماعت کو کوئی مجبوری نہیں ہے۔ آخر پر حضور انور نے چھوٹے بچوں اور طالبات میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

جرمن، ترک، ہنگیرین، افریقن اور بلقان نومبائعین کی حضور انور سے ملاقات اور دستی بیعت

حضور انور شام 8 بجکر 30 منٹ پر نومبائعین کی مارکی میں تشریف لائے تو سب کھڑے ہو کر حضور انور کا پُر تپاک استقبال کیا۔ حضور نے مختصر گفتگو کے بعد فرمایا کہ اگر کسی کا کوئی سوال ہو تو بتائیں۔ اس پر ایک ترک نومبائع نوجوان کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ میری یہ انگوٹھی اپنی انگشت مبارک میں پہن کر متبرک فرمادیں۔ چنانچہ حضور انور نے ان کی درخواست منظور کرتے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 60

خلفائے احمدیت کی نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی امت اور عرب قوم سے محبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا پرتو ہے۔آپؑ کی آنحضرت ﷺ سے بے پناہ محبت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے منسوب ہونے والی ہر چیز سے محبت کی۔ عربوں سے محبت، ان کے دیار وامصار سے محبت، ان کی گلی کوچوں سے محبت، سرزمینِ عرب کے سنگریزوں اور ریت کے ذروں تک سے ایسی محبت کی کہ یہاں تک فرما دیا کہ کاش ان کی مٹی کے ذرات کوایسی عزت وتوقیر سے سرآنکھوں پربٹھاؤں کہ انہیں اپنی آنکھ کا سرمہ بنالوں۔صرف اس لئے کہ ان گلیوں، ان رستوں اور ان ذرات پر میرے آقا ومولا کے قدم مبارک پڑے ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ میں ’’حُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَان‘‘ کا مضمون احادیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وکشوف اور تحریرات کی روشنی میں بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں حضورؒ کے خطبہ سے متعلقہ حصہ پیش کیا جاتا ہے۔

حُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَان

’’آج کل عالم اسلام پرایک بہت بڑا ابتلا آیا ہوا ہے اور خاص طور پر عرب ممالک بہت ہی دکھ کا شکار ہیں۔ ہرطرف سے ان پر مظالم توڑے جارہے ہیں اور کوشش کی جارہی ہے کہ عربوں کو دنیا سے نیست ونابود کردیا جائے ۔ اسرائیل کیا اور مغربی طاقتیں کیا اور مشرقی طاقتیں کیا یہ سارے عربوں کومظالم کا نشانہ بنا رہی ہیں اوران سے کھیل کھیل رہے ہیں۔ہتھیار اس غرض سے دیئے جارہے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کا خون بہائیں اور جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے اس کے مقابل پر کوئی دنیا کی طاقت بھی سنجیدگی سے اُن کی مدد کرنے کے لئے آمادہ ہی نہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے فیصلے ہیں کہ ایسی حالت میں عربوں کو رکھا جائے کہ ان کا تیل اپنے بچے کھچے ہتھیاروں کے بدلے لوٹ لیا جائے ،ان کی دولتیں سمیٹ لی جائیں اوران کوایک دوسرے کے قتل پرآمادہ کیا جائے۔تو انتہائی تکلیف دہ اور دکھ کا حال ہے جو ناقابل برداشت ہونا چاہئے ایک مسلمان کے لئے۔

جماعت احمدیہ کومَیں آج خاص طور پر تاکید کرتا ہوں کہ بے حد درد اور کرب کے ساتھ، باقاعدگی سے عربوں کے لئے دعائیں کریں یعنی ایک دفعہ کی یادو دفعہ کی دعا کا سوال نہیں بلکہ اس کو التزام کے ساتھ پکڑلیں۔ ہرتہجد میں، ہرنماز میں، جہاں تک توفیق ملے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر فضل فرمائے اور رحم فرمائے اور مصیبتوں اور دکھوں سے نجات بخشے اور ہدایت دے اور اگر ان کے کسی فعل سے خدا ناراض ہے توان سے مغفرت کرے،عفو کا سلوک فرمائے اور وہ نور جو پہلے ان سے پھوٹا تھا وہ دوبارہ ان میں بڑی شدت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ داخل ہو۔نور مصطفوی ﷺ کو ساری دنیا میں پھیلانے کا موجب بنیں اور صف اول کی قربانیاں جس طرح پہلے انہوں نے دی تھیں دین اسلام کے لئے آئندہ بھی ان کو دین اسلام کی صفِ اوّل میں ہی اللہ تعالیٰ رکھے، پیچھے رہ جانے والوں میں شامل نہ کرے۔آنحضرت ﷺ کا عربوں میں سے ہونا ایک اتنا بڑا احسان ہے ساری دنیا پر عربوں کا،اگرچہ بالارادہ تو نہیں لیکن عرب قوم کا احسان ہے کہ اس میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ظاہر ہوئے اور پھراتنی حیرت انگیز قربانی کی ہے اسلام کے لئے اس قوم نے کہ کوئی نظیر جس کی دنیا میں نظرنہیں آتی۔تو پہلے حضور اکرم ﷺ کی بعثت عربوں میں سے اگرچہ بالارادہ عرب کا احسان نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ضرور کوئی نیکی اور غیر معمولی خوبی دیکھی تھی جو سیدالانبیاء ﷺ کو عربوں میں مبعوث فرمایا اور بعد میں ان کے عمل نے ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب بہترین انتخاب تھا۔پس یہ براہ راست ہمارے محسن بنے، بالارادہ محسن بنے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پیغام کی تائید کی اور بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے لیکن پیچھے نہیں ہٹے اور تمام دنیا کو دیکھتے دیکھتے چند سالوں میں نور اسلام سے منور کردیا۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

’’اِنّیْ دَعَوْتُ لِلْعَرَبِ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ مَنْ لَقِیَکَ مِنْھُمْ مُؤْمِنًا مُوْقِنًا بِکَ مُصَدِّقًا بِلِقَآئِکَ فَاغْفِرْلَہٗ اَیَّامَ حَیَاتِہٖ وَھِیَ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِنَّ لِوَآءَ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِیَدِیْ وَ اِنَّ اَقْرَبَ الْخَلْقِ مِنْ لِوَائِیْ یَوْمَئِذٍ اَلْعَرَبُ‘‘۔(کنزالعمال جلد 6 صفحہ 204)

کہ مَیں نے عربوں کے لئے دعا کی اور عرض کیا اے میرے اللہ !جو ان (عربوں) میں سے تیرے حضور حاضر ہو اس حال میں کہ وہ مومن ہے تیری لقا کو مانتا ہے تو تو تمام عمر اس سے بخشش کا سلوک فرما۔اور یہی دعا حضرت ابراہیمؑ نے کی، اسماعیلؑ نے کی اور حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور تمام مخلوقات میں سے میرے جھنڈے کے قریب ترین اس روز عرب ہوں گے۔

پھر فرمایا:

اَلْعَرَبُ نُوْرُاللّٰہِ فِی الْاَرْضِ وَ فَنَآءُ ھُمْ ظُلْمَۃٌ‘‘ فَاِذَا فَنِیَتِ الْعَرَبُ اَظْلَمَتِ الْاَرْضُ وَذَھَبَ النُّوْرُ۔

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 204)

عرب اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اس زمین میں اور ان کی ہلاکت تاریکی کا باعث ہوگی۔جب عرب ہلاک ہوں گے تو زمین تاریک ہوجائے گی اور نور جاتا رہے گا تو معنوی لحاظ سے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ عربوں کو ہلاکتوں سے بچائے اور ظاہری اور جسمانی لحاظ سے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ عربوں کو ہلاکت سے بچائے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی:

’’اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلاَثٍ لِاَ نِّیْ عَرَبِیٌّ‘‘ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ‘‘ وَ کَلَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ‘‘۔

(کنزالعمال جلد6صفحہ204)

عربوں سے تین وجوہ سے محبت کرو اوّل یہ کہ میں عربی ہوں دوئم یہ کہ قرآن کریم عربی میں نازل ہوا سوئم یہ کہ اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

پھر آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

’’اَحِبّوا الْعَرَبَ وَ بَقَاءَ ھُمْ فَاِنَّ بَقَاءَ ھُمْ نُوْر‘‘ فِی الْاِسْلَامِ وَاِنَّ فَنَاءَ ھُمْ ظُلْمَۃ‘‘ فِی الْاِسْلَامِ‘‘۔

(کنزالعمال جلد6صفحہ204)

کہ عربوں سے بہت محبت کرو اوران کی بقا سے محبت کرو یعنی کوشش کرو کہ وہ ہر حال میں باقی رہیں اور زندہ رہیں اور دنیا میں ہمیشہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہوئے جاری ساری رہیں۔آپؐ فرماتے ہیں اِنَّ بَقَاءَ ھُمْ نُوْر‘‘ فِی الْاِسْلَامِ اگر یہ قوم باقی رہے گی تو اسلام کا نور باقی رہے گا وَاِنَّ فَنَاءَ ھُمْ ظُلْمَۃ‘‘ فِی الْاِسْلَام اوران کے فنا ہونے سے اسلام میں تاریکی آجائے گی۔پھر فرمایا:

’’حُبُّ الْعَرَبِ اِیْمَان‘‘ وَ بُغْضُھُمْ نِفَاقٌ‘‘۔

(کنزالعمال جلد12صفحہ44)

عربوں سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے،ایمان کی علامت ہے اور نفاق ہے یہ بات کہ عربوں سے بغض کیا جائے۔جس کے دل میں منافقت کی رگ ہو صرف وہی عربوں سے دشمنی یا بغض رکھ سکتا ہے۔

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

’’مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْ خُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْہُ مَوَدَّ تِیْ‘‘۔(ترمذی ابواب المناقب باب مناقب فی فضل العرب صفحہ63)

جس نے عربوں کودھوکا دیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کو میری محبت نہیں پہنچے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوۃ والسلام نے بھی اپنے آقا کی پیروی میں عربوں سے غیر معمولی محبت کی اور محبت کی تعلیم دی اور ان کے لئے بے انتہا دعائیں کیں۔چنانچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوۃ والسّلام کی بعض تحریرات آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی وہی جذبہ جوش مارے، اسی طرح دل گرمائے جائیں عربوں کی محبت میں اور اسی طرح عاجزی اور انکسار اور بے حد خلوص اور جذبہ کے ساتھ آپ اپنے عرب بھائیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عربوں میں بعض لوگ بہت ہی نیک دل اور پاک فطرت اور صلحاء ایسے ہیں جنہوں نے مجھے قبول کیا ہے مخالف حالات کے باوجود اور صدق و صفا میں وہ بہت بڑھ گئے ہیں۔چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

’’صَرَفَ اِلَیَّ نَفَرًا مِّنَ الْعَرَبِ الْعُرُبَآءِ فَبَا یَعُوْ نِیْ بِالصِّدْقِ وَالصَّفَاءِ وَرَ اَیْتُ فِیْھِمْ نُوْرَ الْاِخْلَاصِ وَ سَمِتَ الصِّدْقِ وَ حَقِیْقَۃً جَامِعَۃً لِاَنْوَاعِ السَّعَادَۃِ وَکَا نُوْا مُتَّصِفِیْنَ بِحُسْنِ الْمَعْرِفَۃِ بَلْ بَعْضُھُمْ کَا نُوْا فَائِضِیْنَ فِی الْعِلْمِ وَ الْاَدَبِ وَ فِی الْقَوْمِ مِنَ الْمَشْھُوْرِیْنَ.......... وَاِنِّیْ مَعَکُمْ یَا نُجَبَآ ءَ الْعَرَبِ بِالْقَلْبِ وَ الرُّوْحِ‘ وَاَنَّ رَبِّیْ قَدْ بَشَّرَ نِیْ فِی الْعَرَبِ وَ اَلْھَمَنِیْ اَنْ اُمَوِّ نَھُمْ وَ اُرِیَھُمْ طَرِ یْقَھُمْ وَاُصْلِحَ لَھُمْ شُئُوْ نَھُمْ وَسَتَجِدُ وْ نَنِیْ فِیْ ھٰذَ االْاَ مْرِاِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الْفَآ ئِزِیْنَ اَیُّھَا الْاَ عِزَّۃُ ! اِنَّ الرَّبَّ تَبَارَکَ وَ تَعَا لیٰ قَدْ تَجَلّٰی عَلَیَّ لِتَاْ ئِیْدِ الْاِسْلَامِ وَ تَجْدِیْدِہٖ بِاَ خَصِّ التَّجَلِّیَاتِ وَمَنَحَ عَلَیَّ وَ ابِلَ الْبَرَکَاتِ وَ اَ نْعَمَ عَلَیَّ بِاَنْوَا عِ الْاَ نْعَامَاتِ ،بَشَّرَنِیْ فِیْ وَقْتِ عَبُوْسٍ لِلْاِسْلَا مِ وَعَیْشٍ بُؤْسٍ لِاُمَّۃِ خَیْرِ الْاَنَامِ بِالتَّفَضُّلَا تِ وَالْفُتُوْ حَاتِ وَالتَّأْیِیْدَاتِ فَصَبَوْ تُ اِلیٰ اِشْرَا کِکُمْ یَامَعْشَرَالْعَرَبِ فِیْ ھٰذَ االنِّعَمِ وَکُنْتُ لِھٰذَ االْیَوْ مِ مِنَ الْمُتَشَوِّ قِیْنَ فَھَلْ تَرْ غَبُوْنَ اَنْ تَلحَقُوْ ا بِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَا لَمِیْنَ؟‘‘

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد7 صفحہ181-183)

فرماتے ہیں خالص عربوں میں سے کچھ لوگ میری طرف مائل ہوئے اور انہوں نے سچائی اور صدق وصفا سے میری بیعت کی۔میں نے ان میں اخلاص کا نور اور صدق کی علامت دیکھی اور ایسی حقیقت دیکھی جو مختلف قسم کی سعادتوں کی جامع ہے اور وہ عمدہ معرفت سے متّصف ہیں بلکہ بعض علم وادب میں فیض یافتہ ہیں اور قوم کے مشہور لوگ ہیں ......اے نجباء عرب !میں قلب اور روح کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں ۔اور میرے رب نے مجھے عربوں کے بارہ میں بشارت دی ہے اور مجھے الہام کیا ہے کہ میں ان کی روحانی خوراک کا سامان کروں اور انہیں ان کا صحیح راستہ بتاؤں اور ان کے حالات ٹھیک کروں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں تم مجھے کامیاب ہوتا پاؤ گے۔اے میرے عزیزو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر تائید اسلام اور اس کی تجدید کے لئے تجلی فرمائی اور یہ خاص قسم کی تجلی تھی اور مجھے برکات کی بارش عطا کی اور مختلف قسم کے انعامات سے مجھے نوازا اور سخت پریشانی کے وقت میں مجھے اسلام کے لئے بشارت دی گئی جبکہ خیر الانام کی امت سخت تنگ حالات میں زندگی بسر کررہی تھی۔ یہ بشارات مختلف قسم کے فضلوں اور فتوحات اور تائیدات پر مشتمل تھیں۔پس مَیں نے چاہا کہ اے معشر العرب تم کوبھی ان نعمتوں مَیں شریک کروں اور مَیں اس دن کا منتظر ہوں۔پس کیا تم پسند کروگے کہ مجھ سے اللہ رب العالمین کی خاطر مل جاؤ؟

پھر آپ نے یہ خوشخبری دی:

وَاِنِّیْ اَرٰی اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ یَدْخُلُوْنَ اَفْوَاجاً فِیْ

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس(30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس(45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ(65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

حِزْبِ اللّٰہِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ وَھٰذَا مِنْ رَّبِّ السَّمَآءِ وَعَجِیْبٌ فِی اَعْیُنِ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ o

(نور الحق حصہ دوم روحانی خزائن جلد 8صفحہ 197)

اورمَیں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج درفوج داخل ہوجائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب ہے۔

پس دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ اس مبشر پیشگوئی کو پورا فرمائے جلد اور جلد ہم اپنی آنکھوں سے وہ بات دیکھیں جو دنیا کی نظر میں عجیب ہے لیکن خدا کی نظر میں مقدر ہے اور لازماً ایسا ہوکر رہے گا۔

پھر فرماتے ہیں:

اِنِّیْ رَأَیْتُ فِیْ مُبَشِّرَةٍ اُرِیْتُھَا جَمَاعَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ وَالْمُلُوْکِ الْعَادِلِیْنَ الصَّالِحِیْنَ بَعْضُھُمْ مِنْ ھٰذَا الْمُلْکِ وَ بَعْضُھُمْ مِنَ الْعَرَبِ وَ بَعْضُھُمْ مِنَ فَارِس وَبَعْضُھُمْ مِنْ بِلَادِالشَّامِ وَبَعْضُھُمْ مِنْ اَرْضِ الرُّوْمِ وَبَعْضُھُمْ مِنْ بِلَادٍ لَااَعْرِفُھَا ثُمَّ قِیْلَ لِیْ مِنْ حَضْرَہِ الْغَیْبِ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یُصَدِّقُوْنَکَ وَیُؤْمِنُوْنَ بِکَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ وَیَدْعُوْنَ لَکَ۔ وَاُعْطِیْ لَکَ بَرَکَاتٍ حَتّٰی یَتَبَرَّکَ الْمُلُوْکُ بِثِیَابِکَ وَاُدْخِلُھُمْ فِی الْمُخْلِصِیْنَ ھٰذَا رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ وَ اُلْھِمْتُ مِنَ اللّٰہِ الْعَلَّامِ ''۔

(لجۃ النوروحانی خزائن جلد 16صفحہ339-340)

فرمایا ،مَیں نے ایک مبشر خواب میں مومنوں اور عادل اور نیکو کار بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی ملک (ہند) کے تھے اور بعض عرب کے، بعض فارس کے اور بعض شام کے، بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے اور میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور میں ان کو مخلصوں میں داخل کروں گا۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور وہ الہام ہے جو خدائے علام کی طرف سے مجھ پر ہوا۔

وہ لوگ جو دعائیں کریں گے ان میں سے بعض کے متعلق آپؑ کو خبر دی گئی کہ وہ کون ہیں؟ چنانچہ آپؑ کو یہ الہام ہوا:

یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ عِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ

(تذکرہ صفحہ : 100)

یعنی تیرے لئے شام کے ابدال دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئینہ کمالات اسلام میں عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَا الْاَتْقِیَآءُ الْاَصْفِیَآءُ مِنَ الْعَرَبِ الْعُرْبَآءِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم یَا اَھْلَ اَرْضِ النُّبُوَّۃِ وَجِیْرَانَ بَیْتِ اللّٰہِ الْعُظْمٰی اَنْتُمْ خَیْرُ اُمَمِ الْاَسْلَامِ وَ خَیْرُ حِزْبِ اللّٰہِ الْاَعْلٰی۔ مَاکَانَ لِقَوْمٍ اَنْ یَّبْلُغَ شَاْ نَکُمْ قَدْ زِدْتُمْ شَرَفاً وَّ مَجْدًا وَّ مَنْزِلاً۔ وَکَافِیْکُمْ مِنْ فَخْرٍ اَنَّ اللّٰہَ افْتَتَحَ وَحْیَہ، مِنْ اٰدَمَ وَ خَتَمَ عَلٰی نَبِیٍّ کَانَ مِنْکُمْ وَمِنْ اَرْضِکُمْ وَطَناً وَمَاْ وًی وَ مَوْلِدًا۔ وَمَا اَدْرَاکُمْ مِنْ ذٰلِکَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی سَیِّدِ الْاَصْفِیَآءِ وَفَخْرِ الْاَنْبِیَآءِ وَخَاتَمِ الرُّسُلِ وَاِمَامِ الْوَرٰی........ اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ بِعَدَدِ کُلِّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنَ الْقَطَرَاتِ والذَّرَّاتِ وَالْاَحْیَآءِ وَالْاَمْوَاتِ وَبِعَدَدِ کُلِّ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ کُلِّ مَاظَھَرَ وَاخْتَفٰی۔وَ بَلِّغْہُ مِنَّا سَلَاماً یَمْلَأُ اَرْجَاءَ السَّمَآءِ۔طُوْبٰی لِقَوْمٍ یَّحْمِلُ نِیْرَ مُحَمَّدٍ عَلٰی رَقَبَتِہٖ۔ وَطُوْبٰی لِقَلْبٍ اَفْضٰی اِلَیْہِ وَخَالَطَہ، وَفِیْ حُبِّہٖ فَنٰی۔ یَا سُکَّانَ اَرْضٍ اَوْطَأَتْہُ قَدَمُ الْمُصْطَفٰی۔ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْکُمْ وَاَرْضٰی ۔ اِنَّ ظَنِّیْ فِیْکُمْ جَلِیْلٌ۔وَفِیْ رُوْحِیْ لِلِقَاءِ کُمْ غَلِیْلٌ یَا عِبَادَ اللّٰہِ۔ وَ اِنِّی اَحِنُّ اِلٰی عِیَانِ بَلَادِکُم وَبَرَکَاتِ سَوَادِکُمْ لِاَزُوْرَ مَوْطِئَ اَقْدَامِ خَیْرِ الْوَرٰی۔وَاَجْعَلَ کُحْلَ عَیْنِیْ تِلْکَ الثَّرٰی۔ وَلِأَزُوْرَ صَلَاحَھَا وَصُلَحَاءَ ھَا وَمَعَالَمَھَا وَ عُلَمَاءَ ھَا وَتُقِرُّعَیْنِیْ بِرُؤْیَةِ اَوْلِیَآئِھَا وَ مَشَاھِدِھَا الْکُبْرٰی۔فَاَسْئَلُ اللّٰہَ تَعالٰی اَنْ یَّرْزُقَنِیْ رُؤْ یَةَ ثَرَاکُمْ وَیَسَّرَنِیْ بِمَرْاٰ کُمْ بِعِنَایَتِہِ الْعُظْمٰی یَا اِخْوَانُ اِنِّیْ اُحِبُّکُمْ وَاُحِبُّ بِلَادَکُمْ وَاُحِبُّ رَمْلَ طُرُقِکُمْ وَاَحْجَارَ سِکَکِکُمْ وَاُوْثِرُکُمْ عَلٰی کُلِّ مَا فِی الدُّنْیَا یَااَکْبَادَ الْعَرَبِ قَدْ خَصَّکُمُ اللّٰہُ بِبَرَکَاتٍ اٰثِیْرَةٍ، وَمَزَایَاکَثِیْرَةٍ وَمَرَاحِمِہِ الْکُبْرٰی ۔ فِیْکُمْ بَیْتُ اللّٰہِ الَّتِیْ بُوْرِکَ بِھَا اُمُّ الْقُرٰی۔ وَ فِیْکُمْ رَوْضَةُ النَّبِیِّ الْمُبَارَکِ الَّذِیْ اَشَا عَ التَّوْ حِیْدَ فِیْ اَقْطَارِ الْعَالَمِ وَاَظْھَرَ جَلَالَ اللّٰہِ وَجَلّٰی۔وَکَانَ مِنْکُمْ قَوْمٌ نَصَرُوْا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ، بِکُلِّ الْقَلْبِ وَ بِکُلِّ الرُّوْحِ وبِکُلِّ النُّھٰی وَبَذَلُوْااَمْوَالَھُمْ وَاَنْفُسَھُمْ لِا شَاعَةِ دِیْنِ اللّٰہِ وَکِتَابِہِ الْاَزْکٰی۔ فَاَنْتُمُ الْمَخْصُوْ صُوْنَ بِتِلْکَ الْفَضَآ ئِلِ وَ مَنْ لَّمْ یُکْرِ مْکُمْ فَقَدْجَارَ وَاعْتَدٰ ی'' (آئینہ کمالات اسلام ، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ419تا422)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے خالص عربوں کے اصفیا و اتقیا! تم پر سلام ہو۔ اے ارض نبوت کے رہنے والو اور عظیم بیت اللہ کے پڑوسیو ! تم پر سلام ہو۔تم اسلام کی امتوں میں سے بہترین ہو اور اللہ عزوجل کی جماعت کے بہترین لوگ ہو۔ کوئی قوم تمہاری شان تک نہیں پہنچ سکتی۔تم شرف، بزرگی اور مرتبہ میں بڑھے ہوئے ہو اور تمہارے لئے یہ فخر ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے وحی شروع کی اور اس نبی ﷺ پر ختم کی جو تم میں سے تھا اور تمہاری زمین اس کا وطن تھا اور اس کا ماَ وی اور مولد تھا۔ اور تمہارے لئے یہ فخر کافی ہے جو تمہیں اس نبی محمد مصطفیٰ سید الاصفیاء اور فخر الانبیاء اور خاتم المرسلین اور امام الورٰی کی وجہ سے ملا......اے میرے اللہ! زمین کے قطرات اور ذرات اور زندوں اور مردوں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور ہر ظاہر و باطن کے شمار کے مطابق رحمت اور سلامتی اور برکت نازل فرما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ہماری طرف سے ایسی سلامتی بھیج جو آسمان کی اطراف کو بھر دے۔ خوشخبری ہے اس قوم کے لئے جو محمد ﷺ کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں اٹھاتی ہے اور خوشخبری ہے اس دل کے لئے جو اس کے حضور تک پہنچ گیا اور اس سے جا ملا اور اس کی محبت میں فنا ہوگیا۔ اے اس زمین کے رہنے والو! جس پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پڑے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، تم سے راضی ہو اور تمہیں خوش رکھے۔ تمہارے بارہ میں میری رائے بہت بلند ہے اور میری روح میں تم سے ملاقات کے لئے پیاس ہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہارے ملک اور تم لوگوں کی برکات دیکھنے کا بہت شوق رکھتا ہوں تا کہ میں خیر الوری ﷺ کے قدموں کے پڑنے کی جگہ کی زیارت کروں اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں اور اس کی بھلائی اور اس کے اچھے لوگوں کو دیکھوں اور اس کے نشانات اور علماء سے ملوں اور میری آنکھیں اس ملک کے اولیاء اور بڑے بڑے غزوات کے مقامات کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے تمہاری زمین کا دیکھنا نصیب کرے۔ اور مجھے اپنی بڑی مہربانی کی بنا پر تمہارے دیکھنے سے خوشی پہنچائے۔ اے میرے بھائیو! میں تم سے محبت کرتا ہوں، تمہارے ملک سے محبت کرتا ہوں، تمہارے راستوں کی ریت اور تمہاری گلیوں کے پتھروں سے محبت کرتا ہوں اور تمہیں دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں۔ اے عرب کے جگر گوشو! اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت بڑی بڑی برکات اور بہت سے فضلوں سے سرفراز فرمایا ہے اور بڑی رحمتوں کا مرجع بنایا ہے۔ تم میں اللہ کا وہ گھر ہے جس کی وجہ سے اُمّ القریٰ کو برکت دی گئی ہے اور تم میں نبی کریم ﷺ کا روضہ ہے جس نے دنیا بھر میں توحید کی اشاعت کی، اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کیا اور تم سے وہ قوم نکلی جس نے اللہ اور رسول ﷺ سے پورے دل اور پوری روح اور پوری عقل کے ساتھ محبت کی اور اپنے مال اور اپنی جانیں اللہ کے دین اور اس کی پاکیزہ ترین کتاب کی اشاعت کے لئے خرچ کردیں۔ پس تم ان فضائل کے ساتھ مخصوص ہو اور جس نے تمہاری عزت نہیں کی وہ ظالم اور حد سے بڑھنے والا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''حمامۃ البشریٰ'' کے سرورق پر اپنا یہ شعر درج فرماتے ہیں:

حَمَامَتُنَا تُطِیْرُ بِرِیْشِ شَوْقٍ
وَفِیْ مِنْقَارِھَا تُحَفُ السَّلَام
اِلٰی وَطَنِ النَّبِیِّ حَبِیْبِ رَبِّی
وَسَیِّدِ رُسُلِہٖ خَیْرِ الْاَنَام

(حمامۃ البشریٰ ٹائٹل پیج روحانی خزائن جلد 7)

ہماری حمامہ شوق کے پروں پر اڑتی ہے اور اس کی منقار میں سلام کے تحفے ہیں وہ اڑ رہی ہے میرے رب کے محبوب نبی ﷺ اور اس کے رسولوں کے سردار خیر الانام کے وطن کی طرف۔

پس یہ ہے وہ عرب قوم جو سب دنیا کی محسن ہے اور عربوں ہی کا احسان ہے کہ اسلام ہم تک پہنچا اور نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عرب تھے، اگر کوئی اور وجہ نہ ہوتی تو یہی ایک وجہ کافی تھی کہ ہم اس قوم سے محبت کریں اور اس کے لئے دعائیں کریں اور جس روح اور جذبہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو سلام بھیجے ہیں اور دعائیں دی ہیں اسی روح اور اسی جذبہ اور اسی تڑپ کے ساتھ ہم ان کو سلام بھیجیں۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمامہ بڑے شوق اور محبت سے سلام کے تحفے اپنی منقار میں لئے ہوئے اس طرف روانہ ہوئی تھی ، آج ہر احمدی دل سے دعائیں اڑتی ہوئیں اور عرب کی سرزمین پر رحمتوں کی بارشیں بن کر برسنے لگیں ۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہر ابتلا سے محفوظ رکھے، اسے نور ہدایت سے منور کرے، ان کے دکھ دور فرمائے، ان سے بخشش اور عفو کا سلوک فرمائے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ان پر رحمتوں کی بارش برسادے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ جنوری 1984ء)

(باقی آئندہ)

تحریک جدید کا رواں مالی سال

تحریک جدید کا رواں مالی سال قریب الاختتام ہے۔ تمام امراء، مبلغین انچارج اور صدران جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور

- ......جو افراد جماعت ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی سعادت سے محروم ہیں انہیں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔
- ......نومبائعین کو بھی اس میں شامل کیا جائے خواہ معمولی رقم ہی کیوں نہ ہو۔
- ......31/اکتوبر سے پہلے پہلے وعدوں کے مطابق 100 فیصد وصولی یقینی بنانے کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائیں۔
- ......دفتر اول کے مرحومین کے جو کھاتے جاری ہو رہے ہیں ان کے متعلق ہدایت یہ ہے کہ ان کا ریکارڈ مقامی سطح پر رکھا جائے۔ براہ کرم اس بات کا بھی جائزہ لے لیں کہ شعبہ تحریک جدید نے یہ کام مکمل کر لیا ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزا

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

رمضان کے مہینے کو قرآن کریم سے ایک خاص نسبت ہے۔ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل شریعت اس مہینے میں نازل ہوئی یا اس کا نزول شروع ہوا۔

اس مہینے میں قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ صرف تلاوت ہی نہیں بلکہ اس کے اندر بیان کردہ احکامات کی تلاش کرنی چاہئے۔ پھر سارا سال ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن پڑھنے کے آداب کا تذکرہ اور احباب جماعت کو اس حوالہ سے اہم نصائح

اپنے بچوں کی بھی ایسی تربیت کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس کلام کو سمجھنے اور غور کرنے اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 4رستمبر 2009ء بمطابق 4رتبوک 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ وَمَنْ کَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔يُرِيْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۔وَلِتُکْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔

(سورة البقرہ: 186)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے دوسرے ایّام میں گنتی پوری کرنا ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدیت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

آج مَیں اس آیت کے پہلے حصّہ کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ رمضان کے مہینے کو قرآن کریم سے ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا جو مَیں نے تلاوت کی ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰن۔ یہ فرما کر واضح فرما دیا کہ رمضان کے مہینے کے روزے یونہی مقرر نہیں کر دیئے گئے۔ بلکہ اس مہینے میں قرآن کریم جیسی عظیم کتاب آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی یا اس کا نزول ہونا شروع ہوا۔ اور احادیث میں ذکر ملتا ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم کا جو حصہ اُترا ہوتا تھا اس کی دوہرائی کرواتے تھے۔ پس اس مہینے کی اہمیت اس بات سے بڑھ جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل شریعت اس مہینے میں نازل ہوئی، یا اس کا نزول شروع ہوا۔

پس اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں روزوں کا حکم دیا تو پہلے یہ فرمایا کہ روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں اور پھر یہ ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری دی۔ اس کے بعد کی جو آیات ہیں ان میں پھر بعض اور احکام جو رمضان سے متعلق ہیں وہ دیئے۔ اور یہ واضح فرما دیا کہ روزے رکھنا اور عبادت کرنا صرف یہی کافی نہیں ہے، بلکہ اس مہینے میں قرآن کریم کی طرف بھی تمہاری توجہ ہونی چاہئے۔ اس کے پڑھنے کی طرف تمہاری توجہ ہونی چاہئے۔ روزوں کی اہمیت اس لئے ہے اور اس لئے بڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں انسان کامل پر اپنی آخری اور کامل شریعت نازل فرمائی جو قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا قرب پانے اور دعاؤں کے اسلوب تمہیں اس لئے آئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں وہ طریق سکھائے جس سے اس کا قرب حاصل ہو سکتا ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس کتاب کو پڑھنا بھی بہت ضروری ہے۔ رمضان میں اس کی تلاوت کرنا بھی بہت ضروری ہے تا کہ سارا سال تمہاری اس طرف توجہ رہے۔ آنحضرت ﷺ کے آخری رمضان میں جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کروایا۔

پس اس سنت کی پیروی میں ایک مومن کو بھی چاہئے کہ دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر دو مرتبہ تلاوت نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک مرتبہ تو خود پڑھ کر کریں۔ پھر درسوں کا انتظام ہے، تراویح کا انتظام ہے، اس میں (قرآن) سنیں۔ بعض کام پہ جانے والے ہیں کیسٹ اور CDs ملتی ہیں ان کو اپنی کاروں میں لگا سکتے ہیں، سفر کے دوران سنتے رہیں۔ اس طرح جتنا زیادہ سے زیادہ قرآن کریم پڑھا اور سنا جا سکے، اس مہینے میں پڑھنا چاہئے اور سننا چاہئے۔

اور پھر صرف تلاوت ہی نہیں بلکہ اس کے اندر بیان کردہ احکامات کی تلاش کرنی چاہئے۔ پھر سارا سال اُن تلاش شدہ احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر ان حکموں کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی رمضان کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے اور روزوں اور عبادتوں کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہیں پتہ کہ جو کام کر رہا ہوں اس کا مقصد کیا ہے اور کیوں خدا تعالیٰ نے احکامات دیئے ہیں تو ان اعمال کے حق ادا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اعمال کا بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ کیا کرنا ہے۔ اگر صرف یہی سنتے رہیں کہ تقویٰ پر چلو اور اعمال صالحہ بجا لاؤ اور یہ پتہ نہ ہو کہ تقویٰ کیا ہے اور اعمال صالحہ کیا ہیں تو یہ تو دیکھا دیکھی ایک نظام چل رہا ہے رمضان کے دنوں میں یا عام تقریریں سن لیں، آگے چلے گئے، خطبات سن لئے، چلے گئے۔ ایک کام تو ہو رہا ہو گا لیکن اس کی روح کا پتہ نہیں چلے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیقی مسلمان وہ ہیں جو اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْکِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرة:122) یعنی وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جس طرح اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یعنی غور بھی باقاعدگی سے ہو۔ اور غور بھی اچھی طرح ہو تلاوت میں بھی باقاعدگی رہے اور پھر جو پڑھا یا سنا اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا بلکہ خود قرآن کریم میں آتا ہے کہ اُسے مہجور کی طرح نہ چھوڑ دینا۔ پس تعلیم یہ ہے کہ غور بھی ہو، عمل بھی ہو، تلاوت بھی ہو۔ نہ کہ مہجور کی طرح چھوڑ دیا گیا ہو۔

اور یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ یہ فرمانے کے بعد کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ پھر فرماتا ہے هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَان یعنی انسانوں کی

ہدایت کے لئے اتارا گیا ہے اس میں ہدایت کی تفصیل بھی ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والے امور بھی بیان کئے گئے ہیں۔ پس جب تک اس کی تلاوت کا حق ادا نہ ہو، نہ ہدایت کی تفصیل پتہ لگ سکتی ہے، نہ ہی جھوٹ اور سچ کا فرق واضح ہوسکتا ہے۔ پس ہر مومن کا فرض ہے کہ اگر روزوں کا حقیقی حق ادا کرنا ہے تو قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے احکامات کی تلاش بھی ضروری ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کے بارہ میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم فرمایا ہے وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَاَنْ اَتْلُوَالْقُرْاٰنَ (النمل:92-93)۔ یعنی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ مَیں قرآن کی تلاوت کروں۔ پس حقیقی فرمانبرداری یہی ہے کہ جو کامل شریعت خداتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اتاری ہے اور جس کو ماننے کا ہمارا دعویٰ ہے اور پھر اس زمانے میں مسیح الزمان و مہدی دوران کو ماننے کا ہم اعلان کرتے ہیں تو پھر اس کامل کتاب کی یعنی قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں اور اس رمضان میں جہاں اس کو باقاعدگی سے پڑھنے کا عہد کریں اور پڑھیں وہاں اس بات کا بھی عہد کریں کہ ہم نے رمضان کے بعد بھی روزانہ ہم نے اس کی تلاوت کرنی ہے اور اپنے پر اس کی تلاوت کو فرض کرنا ہے۔ اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنی ہے۔ کیونکہ یہی چیز ہے جو ہمیں خداتعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوگی اور یہی چیز ہمارے لئے رمضان کی مقبولیت کا باعث بنے گی۔ اور یہی بات ہے جس کی طرف خاص طور پر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے''۔ یعنی اس حقیقی تعلیم پر عمل کو بھول نہ جانا۔ صرف پڑھنا ہی نہ رہے۔ صرف تلاوت کرنا ہی نہ رہے۔ بلکہ اس پر عمل بھی ہونا چاہئے۔ ورنہ مردہ کی طرح ہو جاؤ گے۔ روحانی زندگی جو ہے وہ نہیں رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کا عہد جو ہے وہ فضول ٹھہرے گا۔ فرمایا کہ پس اس کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دینا۔

پھر فرمایا کہ ''جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا''۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 13)

آسمان پر عزت پانا اور مقدم رکھا جانا کیا ہے؟ یہی کہ پھر خداتعالیٰ اپنا فضل فرماتے ہوئے اپنا قرب عطا فرمائے گا۔ قبولیت دعا کے نشان ملیں گے۔ معاشرے کی برائیوں سے اس دنیا میں بھی انسان بچتا رہے گا۔ پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرما دیا ہے کہ پہلی کوشش تمہاری ہوگی تو مَیں بھی دوڑ کر تمہارے پاس آؤں گا۔ یہ نظارے دیکھنے کے لئے ہمیں قرآن کو عزت دینا ہوگی۔ اس کی تلاوت کا حق ادا کرنا ہوگا۔ اس کے حکموں کی پیروی کی کوشش کرنی ہوگی۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے''۔ (یعنی شفاعت کرنے والے ہیں) ''اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اِس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدیؐ سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا''۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 13-14)

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی کامل شریعت جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے اس کے مقام کو سمجھنے کا عہد کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے مقام خاتمیت نبوت کا ادراک حاصل کیا ہے جبکہ دوسرے مسلمان اس سے محروم ہیں۔ پس یہ اعزاز ہمیں دوسروں سے منفرد کرتا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھیں اور اس کی حقیقت کو جانیں اور اس کی حقیقی عزت اپنے دلوں میں قائم کریں۔ بلکہ اس کا اظہار ہمارے ہر قول و فعل سے ہو۔ اگر اس کا اظہار ہمارے ہر قول و فعل سے نہیں تو پھر یہ مہجور کی طرح چھوڑ دینے والی بات ہے اور یہ حالت پیشگوئی کی صورت میں خداتعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرما دی ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان :31) اور رسول کہے گا اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ ترک کر دیا ہے۔ چھوڑ دیا ہے۔ پڑھتے تو ہیں لیکن عمل کوئی نہیں۔ پس بڑے ہی خوف کا مقام ہے، ہر احمدی کے لئے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم زمانہ کے امام کو اس لئے مانیں کہ ہم نے قرآن کریم کی حکومت اپنے پر لاگو کرنی ہے۔ ہم نے اس خوبصورت تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اس کی اس تعلیم پر عمل ہی ہے جو ہمیں اس عظیم اور لاثانی کتاب کو مہجور کی طرح چھوڑنے سے بچائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو، قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خداتعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خداتعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں۔ ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خُنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے''۔ (ان کو یہ علم ہو کہ بہت میٹھے پانی والا یہ چشمہ ہے۔ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہے اور اس کا پانی بہت سی بیماریوں کا علاج بھی ہے)۔

اور ''یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا۔ تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفاء بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دُور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے۔ مگر نہیں۔ اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خداتعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجال کہا جاتا ہے''۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بارہ میں فرما رہے ہیں کہ جب مَیں درد سے تمہیں یعنی مسلمانوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں کہ قرآن کریم پہ عمل کرو تو کذاب، جھوٹا اور دجّال کہا جاتا ہے)۔ فرماتے ہیں کہ ''اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی''۔ فرمایا کہ ''مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خداتعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 140-141۔ مطبوعہ ربوہ)

اس اقتباس میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ وہاں ہماری ذمہ داری بھی بڑھتی ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کو اس قدر اپنی زندگیوں پر لاگو کریں کہ بعض مسلمان گروہوں کے عملوں کی وجہ سے جو غیر مسلموں کو اسلام اور قرآن پر انگلی اٹھانے کی جرأت پیدا ہوتی ہے وہ نہ رہے۔ احمدیوں کے عمل کو دیکھ کر انہیں اپنی سوچیں بدلنی پڑیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب بھی ہمارے جلسے ہوں، سیمینار ہوں قرآن کریم کی تعلیم پیش کی جاتی ہے تو برملا ان غیروں کا اظہار ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کا یہ رخ تو ہم نے پہلی دفعہ سنا ہے۔ پس جب ہم ان باتوں کو اپنی روزمرّہ زندگیوں کا بھی حصہ بنا لیں گے تو صرف تعلیم سنانے والے نہیں ہوں گے بلکہ عملی نمونے دکھانے والے بھی ہوں گے۔

اس طرح احمدیوں کو اپنے دائرے میں مسلمانوں کو بھی یہ تعلیم پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ تم ہمارے سے اختلاف رکھتے ہو تو رکھو لیکن اسلام کے نام پر اسلام کی کامل تعلیم کو تو بدنام نہ کرو۔ تمہارے لئے

راہ نجات اسی میں ہے کہ صرف قرآن کریم کو ماننے کا دعویٰ نہ کرو بلکہ اس کی تعلیم پر غور کرو۔ جس حالت کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی ہے اور جس طرح مسلمانوں کی مصیبتوں اور مشکلات کا ذکر فرمایا ہے وہ صورت جو ہے وہ آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں مسلمانوں کی زیادہ ناگفتہ بہ حالت ہے اور جب تک قرآن کریم کو اپنا لائحہ عمل نہیں بنائیں گے اس مشکل اور مصیبتوں کے دور سے مسلمان نکل نہیں سکتے۔ اسلام کا نام لینے سے اسلام نہیں آ جاتا۔ اسلام کا حسن اس کی خوبصورت تعلیم سے خود بولتا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر کوئی عالم خود نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو وہ اسلوب نہ سکھائے جائیں اور وہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہی سکھائے ہیں جسے یہ لوگ دجّال اور کذّاب اور پتہ نہیں کیا کچھ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں پر رحم فرمائے اور ان کو عقل دے اور ہمیں پہلے سے بڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کا حق ادا کرنے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی عزت قائم کرنے والے ہوں اور اسے ہمیشہ مقدم رکھنے والے ہوں۔ یہ عزت کس طرح قائم ہوگی اور اس کو مقدم کس طرح رکھا جا سکتا ہے، یہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں۔ اس بارہ میں خود قرآن کریم نے بھی مختلف جگہوں پر مختلف احکامات کے ساتھ ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔

بعض آیات یا آیات کے کچھ حصے مَیں یہاں مختصراً پیش کرتا ہوں۔ کس خوبصورت طریقے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے مقام اور اس کی اعلیٰ تعلیم کے بارہ میں راہنمائی فرمائی ہے۔ آج تو شاید یہ مضمون ختم نہ ہو سکے یعنی وہ حصہ جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ختم نہ ہو سکے ورنہ تو قرآن کریم ایک ایسا سمندر ہے کہ انسان اس کو بیان کرنا شروع کرے تو کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ہر انسان جب اس پہ غور کرتا ہے تو نئے سے نئے نکات آتے چلے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کے آداب کیا ہیں اور قرآن کریم کو پڑھنے سے پہلے کس طرح ذہن کو صاف کرنا چاہئے۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (النحل:99)۔ پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ انسان کو تقویٰ کی راہ سے ہٹانے کے لئے شیطان نے ایک کھلا اعلان کیا ہے، ایک چیلنج دیا ہوا ہے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کا ہر ہر لفظ خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا، تقویٰ پر قائم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستوں کی راہنمائی کرنے والا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے قرب کے معیاروں کو حاصل کرنا چاہتے ہو، اور اس تعلیم کو سمجھنا چاہتے ہو جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے تو قرآن کریم پڑھنے سے پہلے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ وہ تمہیں شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے بچائے اور اس تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے جو تم پڑھ رہے ہو۔ کیونکہ یہ ایسا بیش قیمت خزانہ ہے جس تک پہنچنے سے روکنے کے لئے شیطان ہزاروں روکیں کھڑی کرے گا اور اگر شیطان سے بچنے کی دعا نہ کی تو تمہیں پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کس وقت شیطان نے کس طرف سے تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھنے سے روک دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن شیطان کی گرفت میں آنے کی وجہ سے اس کلام کو پڑھنے سے تمہاری راہنمائی نہیں ہو سکے گی۔ پس پہلی بات تو یہ کہ قرآن کریم کو خالص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ کر پڑھو ورنہ سمجھ نہیں آئے گی۔ اس لئے ایک جگہ فرمایا کہ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83) کہ ظالموں کو قرآن کریم خسارے میں بڑھاتا ہے حالانکہ مومنوں کے لئے یہی نفع رساں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (المزمل :21) یعنی اور اللہ رات اور دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے۔ (اس سے پہلے کا حصہ میں چھوڑ رہا ہوں)۔ اور وہ جانتا ہے کہ تم ہرگز اس طریق کو نبھا نہیں سکو گے۔ پس وہ تم پر عفو کے ساتھ جھک گیا ہے۔ پس قرآن میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہوں گے اور دوسرے بھی جو زمین پر اللہ کا فضل چاہتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے آگے بھی کچھ ہدایات ہیں۔ اس حصے سے پہلے آیت میں تہجد کے نوافل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں قرآن کا حصہ جو بھی یاد ہو پڑھو اور اس کے علاوہ بھی جتنا قرآن کریم تم غور کرنے کے لئے پڑھ سکتے ہو تمہیں پڑھنا چاہئے۔ ایک مومن کا یہی کام ہے۔ تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن سے صرف یہ مطلب ہی نہیں لینا چاہئے کہ جو ہمیں یاد ہے کافی ہے وہی پڑھ لیا اور مزید یاد کرنے کی کوشش نہیں کرنی۔ یا جس تعلیم کا علم ہے وہی کافی ہے اور ہم نے مزید نہیں سیکھنی۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ (المائدہ:49) کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ اور جب تک یہ علم ہی نہ ہو کہ نیکیاں کیا ہیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں، کون کون سے اعمال ہیں جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں تو کس طرح آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ پس قرآن کریم کا پڑھنا اور سیکھنا اور اس پر غور کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا تھا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن کہ تمام بھلائیاں اور نیکیاں جو ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔

پس یہاں میسر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مزید سیکھنا ہی نہیں ہے۔ جو یاد ہو گیا، یاد ہو گیا بلکہ اپنی صلاحیتوں کو اور علم کو بڑھاتے رہنا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ اس قرآن کریم سے فیض پایا جا سکے۔ باقی جو حالات ہیں ان کے مطابق یہ ذکر ہے کہ تم بیمار ہو گے، مریض ہو گے، سفر پہ ہو گے تو اس لحاظ سے نمازیں چھوٹی بڑی بھی ہو جاتی ہیں، قرآن (پڑھنے) میں کمی زیادتی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ قطعاً نہیں ہے کہ قرآن کریم کو جو سیکھ لیا وہ سیکھ لیا اور مزید نہیں سیکھنا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (المزمل:4) یا اس پر کچھ زیادہ کر دے اور قرآن کو خوب نکھار کر پڑھ۔ یعنی تلاوت ایسی ہو کہ ایک ایک لفظ واضح ہو، سمجھ آتا ہو اور خوش الحانی سے پڑھا جائے۔ یہ نہیں کہ جلدی جلدی پڑھ کے گزر گئے، جیسا کہ پہلے بھی ایک دفعہ مَیں بتا چکا ہوں کہ دوسرے مسلمان جو تراویح میں پڑھتے ہیں تو اتنی تیزی سے پڑھتے ہیں کہ سمجھ ہی نہیں آ رہی ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے''۔ (الحکم 24/مارچ 1903ء)

ایک حدیث میں آتا ہے، سعید بن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب استجاب الترتیل فی القراءۃ)

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور حکم ہے کہ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ بِہٖ (البقرۃ:232) اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت میں اتارا ہے۔ وہ اس کے ساتھ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جو احکامات قرآن کریم میں ہیں یہ سب نعمت ہیں جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ سورۃ نور کے شروع میں بتا دیا کہ یہ نعمت جو تمہیں دی گئی ہے اس میں احکامات ہیں اس میں غور کرو۔ جب تک پڑھو گے نہیں ان نعمتوں کا علم حاصل نہیں کر سکتے ان کا فہم ہی نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن کریم پڑھنا نصیحت حاصل کرنا ہے اور ایک مومن کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ کیونکہ یہی چیز ہے جو انسان کو تقویٰ میں بڑھاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۃ ص:30) یہ کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا، مبارک ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑ لیں۔ پس قرآن شریف کو ماننے والے اور اس کو پڑھنے والے ہی عقل والے ہیں۔ کیوں عقل والے ہیں؟ اس لئے کہ اس کتاب میں تمام سابقہ انبیاء کی تعلیم کی وہ باتیں بھی آ جاتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قائم رکھنا چاہتا تھا، جو صحیح باتیں تھیں اور اس زمانے کے لئے ضروری تھیں۔ اور موجودہ اور آئندہ آنے والی تعلیم یا ان باتوں کا بھی ذکر ہے جو ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سمجھا کہ یہ تا قیامت انسان کے لئے ضروری ہیں اور وہ آنحضرت ﷺ پر نازل فرمائیں۔ پس اس اعلان پر جو قرآن کریم نے کیا ہے غور کرو۔ نصیحت پکڑو اور عقل والوں کا یہی کام ہے۔ اس اعلان کا ہم تبھی چرچا کر سکتے ہیں جب اس تعلیم کو ہم خود بھی اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہیں۔

پھر تلاوت کے بارہ میں کہ کس طرح سننی چاہئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:205) اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ قرآن کریم کا یہ احترام ہے جو ہر احمدی کو اپنے اندر پیدا کرنا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چاہئے اور اپنی اولاد میں بھی اس کی اہمیت واضح کرنی چاہئے۔ بعض لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں۔ تلاوت کے وقت اپنی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض گھروں میں ٹی وی لگا ہوتا ہے اور تلاوت آ رہی ہوتی ہے اور گھر والے باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔ یا تو خاموشی سے تلاوت سنیں یا اگر باتیں اتنی ضروری ہیں کہ کرنی چاہئیں، اس کے کئے بغیر گزارا نہیں ہے تو پھر آواز بند کر دیں۔ یہ حکم تو غیروں کے حوالے سے بھی ہے کہ اگر خاموشی سے اس کلام کو سنیں تو انہیں بھی سمجھ آئے کہ یہ کیسا زبردست کلام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پھر اس وجہ سے ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کی ہدایت اور راہنمائی کے سامان بھی مہیا فرما دے گا۔ پس ہمیں خود اس بات کا بہت زیادہ احساس ہونا چاہئے کہ اللہ کے کلام کو خاموشی سے سنیں اور سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا رحم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا۔ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (هود:113) پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی قائم ہو جائیں جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو یقیناً وہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یہ سورۃ ھود کی آیت ہے۔ تو یہ حکم صرف آنحضرت ﷺ کے لئے نہیں تھا۔ ویسے تو ہر حکم جو آپؐ پر اترا وہ اُمّت کے لئے ہے۔ آپ کے ماننے والوں کے لئے ہے۔ لیکن یہاں خاص طور پر مومنوں کو اور توبہ کرنے والوں کو بھی شامل کیا گیا ہے کہ تمام احکامات پر مضبوطی سے عمل کرو اور کرواؤ۔ اور ایک بات یاد رکھو کہ صرف عبادات پر ہی انحصار نہ ہو بلکہ اصل چیز جو اس کا مغز ہے اس کو تلاش کرو اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور یہ حکم آپ کو دے کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے توبہ کی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کو جانیں اور سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ اس کا علم حاصل کریں اور کبھی اس سے تجاوز کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تبھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی بھی ایسی تربیت کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس کلام کو سمجھنے اور غور کرنے اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح بھی احساس موت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھو صرف ایک حکم نے کہ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں''۔ کوئی حکم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے کہا کہ مجھے اس آیت نے بوڑھا کر دیا۔ کس لئے تا کہ اُمّت، جو ماننے والے ہیں وہ بھی اس سے سبق لیں۔ ان کی فکر تھی آپ کو۔ فرماتے ہیں کہ ''ورنہ رسول اللہ ﷺ کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لئے اور اس پر کل دنیا کے لئے مقرر فرمایا۔ مگر آپ کی زندگی کے کُل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں۔ جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے اسی طرح پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام (سورة هود زیر آیت 113) جلد دوم صفحہ 704)

اس کی مزید وضاحت بھی آپ نے فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورۃ ھود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس حکم کے رو سے بڑی بھاری ذمہ داری میرے سپرد ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہاں تک انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اس کو پورا کرے۔ لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے۔ اس سے ہمارے نبی کریم ﷺ کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی کیسی تعمیل کی۔ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ ان کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورة آل عمران آیت نمبر111) کہا گیا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (المائدہ :120) کی آواز ان کو آ گئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیّبہ میں نہ رہا۔ غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی میں نہیں ملتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل وقال ہی تک بات نہ رکھنی چاہئے''۔ (صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو) ''کیونکہ اگر نرے قیل وقال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں پھر امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف؟''۔

(الحکم۔ جلد 5 نمبر29۔ مورخہ 10/اگست 1901ء صفحہ 1۔ تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام (سورة هود زیر آیت 113) جلد دوم صفحہ 704-705)

پس آج یہ سبق ہمارے لئے بھی ہے کہ قیل وقال تک بات نہ رہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کی جائے کیونکہ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ فرمایا کہ وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام:156) اور یہ مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

پھر ایک اور بات جو معاشرے کے لئے، امن کے لئے ضروری ہے اس کا مَیں یہاں ذکر کر دوں۔ پہلے ہی ذکر آنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الانعام:55) اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہا کر۔ تم پر سلام ہو۔ تمہارے لئے تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے۔ یعنی یہ کہ تم میں سے جو کوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو یاد رکھے کہ وہ (یعنی اللہ) یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ خوبصورت تعلیم ہے جو معاشرے کا حسن بڑھاتی ہے۔ جب سلامتی کے پیغام ایک دوسرے کو بھیج رہے ہوں گے تو آپس کی رنجشیں اور شکوے اور دُوریاں خود بخود ختم ہو جائیں گی اور ہو جانی چاہئیں۔ بھائی بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہیں۔ ناراضگیاں ہیں۔ ان میں صلح قائم ہو جائے گی۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں اور قرآن کریم پر ہمارا پورا ایمان ہے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو پھر قرآن تو کہتا ہے کہ سلامتی بھیجو۔ ایک دوسرے پر سلامتی بھیجو۔ اور یہاں بعض جگہ پر ناراضگیوں کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔

پس غور کرنا چاہئے اور اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیم اور احکامات ہیں ان کو قربان نہیں کرنا چاہئے۔ پس ہر احمدی کو قرآن کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے کہ کوئی پہلو ایسا نہیں جس کا اس نے احاطہ نہ کیا ہو۔ پس معاشرے کے امن کے لئے بھی، اپنی روحانی ترقی کے لئے بھی، خدا کا قرب پانے کے لئے بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کے احکامات تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم باقاعدہ تلاوت کرنے والے اور اس پر غور کرنے والے ہوں گے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ تمام باتیں تو بیان نہیں ہو سکتیں۔ کچھ مَیں نے کی ہیں باقی آئندہ انشاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہری کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102۔ جدید ایڈیشن)

اللہ ہمیں اس کے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم خود بھی اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کو بھی قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کی طرف توجہ دلائیں اور ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا کرنے والے ہوں۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

جرمن ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کا وہ مسودہ جو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی زیرنگرانی انگلستان میں تیار ہوا تھا۔ اس پر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے سالہا سال تک کمال محنت وجانفشانی سے نظر ثانی کی اور 14 فروری 1954ء کو اس کی طباعت مکمل ہوئی اور "DER HEILIGE QUR-AN" کے نام سے اسے شائع کردیا گیا۔

یہ ترجمہ قرآن خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت مقبول ہوا اور بہت جلد نایاب ہوگیا۔ جس پر شیخ ناصر احمد صاحب نے "تفسیر صغیر" کی روشنی میں دوبارہ نظر ڈالی اور یہ ترمیم شدہ ترجمہ بھی نہایت مفید اصلاحات وترمیمات کے ساتھ اور نہایت دیدہ زیب اور نفیس شکل میں ماہِ نومبر 1959ء میں منظر عام پر آگیا۔ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اس ترجمہ کی خصوصیات اور طباعت سے متعلق بعض ضروری تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہمارے جرمن ترجمہ کا پہلا ایڈیشن 1954ء میں شائع ہوا تھا جس پر خاکسار نے کئی سال محنت کی تھی۔ جب یہ ایڈیشن ختم ہونے کے قریب آیا تو خاکسار نے نئے ایڈیشن کی نظر ثانی کا کام شروع کردیا۔ اس کام پر ایک سال گزرنے کے بعد تفسیر صغیر چھپ گئی اس لئے ایک بار پھر اس نئے ترجمہ کی روشنی میں جرمن ترجمہ کی نظر ثانی کا کام شرع کیا گیا اور ساتھ ساتھ نوٹ بھی لکھے گئے۔ مختلف آیات کے 242 تشریحی نوٹ کتاب میں شامل کئے گئے۔ چھوٹے چھوٹے حاشیہ کے نوٹ اس کے علاوہ ہیں۔ کتاب کی ظاہری خوبصورتی کے لئے ایک موزوں ٹائپ خرید کیا۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مقامات پر مفید اصلاحات ترجمہ میں کی گئیں اور جرمن زبان کے اسلوب کے مطابق مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی جس سے ترجمہ میں مزید روانی آگئی۔ ہمارا پہلا ترجمہ بھی بہت اچھا تھا اور اس کی بہت تعریف ہوئی تھی۔ تاہم یہ دوسرا ایڈیشن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مفید اصلاحات کا حامل ہے۔ بالخصوص نوٹوں کے ذریعہ بہت سے مشکل مقامات پڑھنے والے کیلئے حل ہوگئے ہیں۔ کتاب کا حجم آٹھ صد صفحات سے اُوپر ہے.........۔

مورخہ 11 نومبر کو ہیگ کی مسجد میں ایک خاص تقریب کے دوران میں مطبع کی فرم کے ڈائریکٹر Mr. STOOK نے خاکسار کو پہلا تیار شدہ نسخہ قرآن کریم پیش کیا۔ اس پر خاکسار نے قرآن کریم کی خوبیوں اور نئے ایڈیشن کی تیاری اور ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ اس کام پر خاکسار کے کم وبیش تین سال صرف ہوئے۔ اور اگر پہلے ایڈیشن کے کام کو بھی ساتھ ملا لیا جائے تو یہ کام گیارہ برس کی محنت کے بعد الحمدللہ ختم ہوا۔

جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت پر حضرت مصلح موعودؓ کا تار اور اظہار خوشنودی

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ترجمہ کی طباعت مکمل ہونے کی اطلاع ہوئی تو حضور نے ازراہِ شفقت حسبِ ذیل تار ارسال فرمایا۔

"مَیں مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے کام کو یورپ میں اسلام کی اشاعت کے لئے ایک نہایت مؤثر ذریعہ بنائے"۔

(خلیفة المسیح)

علاوہ ازیں حضور نے خط کے ذریعہ فرمایا:

"جزاکم اللہ۔ بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو قبول کرے"۔

ایک اور خط میں حضور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ واقعی میں اس کو یورپ کے لئے فائدہ مند بنائے۔ آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج۔ اس کے ذریعہ وہ لوگ جن کو تعصب نہیں اسلام کی طرف مائل ہوجائیں گے۔ آمین!"

جرمن ترجمۂ قرآن پر Swiss پریس کے شاندار تبصرے

جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت سوئٹزرلینڈ کی مذہبی تاریخ میں ایک اہم اور انقلابی واقعہ تھا جس نے ملک بھر میں دُھوم مچادی۔ سوئٹزرلینڈ کے اہلِ قلم نے اس کارنامہ کو خوب سراہا اور سویس پریس نے دل کھول کر اس پر بڑے مفصل اور شاندار تبصرے شائع کئے۔ بطور نمونہ بعض اخبارات ورسائل کی آراء وافکار کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔

(1)۔ ایک مشہور بُدھ جماعت کے ماہنامہ "DIE EINSICHT" 1954ء کے آٹھویں شمارہ کے صفحہ 126-127 پر جرمن ترجمہ قرآن کریم کی نسبت حسبِ ذیل ریمارکس شائع ہوئے۔

"800 صفحات پر مشتمل جرمن ترجمہ قرآن بمع عربی متن۔ پہلا مستند اور قابل اعتماد ترجمہ۔ قیمت 18 مارک۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے زیورچ اور ہمبرگ کے مشنوں کے نام سے شائع شدہ یہ ترجمہ قرآن کریم اس لحاظ سے قابلِ توجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب نے اس کے شروع میں 150 صفحات پر مشتمل ایک دیباچہ تصنیف کیا ہے جو بہت دلچسپ اُمور پر اس لحاظ سے روشنی ڈالتا ہے کہ اسلام کا مطمح نظر دیگر مذاہب کی تعلیمات کے بارہ میں کیا ہے۔ اس دیباچہ کے پہلے حصّہ میں قرآن کریم کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے اور بائبل اور ویدوں کے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق نظریات کی وضاحت کی گئی ہے۔ خاص طور پر یسوع مسیح (JESUS CHRIST) کی پوزیشن کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ عالمگیر نبی نہ تھے کیونکہ انہوں نے خود واضح الفاظ میں "میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہوں" (متی 15/24) کہہ کر اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ ان کی بعثت کا مقصد بنی اسرائیل کے لئے محدود تھا اور وہ تمام دنیا کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے۔

صفحہ 23 پر یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت بُدھ بھی عالمگیر تعلیمات نہیں لائے۔ اگرچہ ان کی تعلیمات ان کی وفات کے بعد چین میں پھیلیں لیکن ان کا اپنا ذہن ہندوستان کی چاردیواری سے باہر کبھی گیا ہی نہیں۔

آگے چل کر تمدّن وتہذیب اور کلچر کی اہمیت کے بارہ میں اسلامی نظریات کو پیش کیا گیا ہے اور یہ سوال اُٹھایا گیا ہے "کیا پہلی کُتب میں کوئی ایسا نقص تو نہیں آگیا تھا جس کی وجہ سے ایک نئی کتاب کی ضرورت شدید طور پر دُنیا کو محسوس ہو رہی تھی اور قرآن کریم اس ضرورت کو پورا کرنے والا تھا"۔ نئے اور پُرانے عہد نامہ میں سے متعدد حوالے پیش کرنے کے بعد اس سوال کا جواب مثبت میں دیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اس بات کی واقعی ضرورت تھی "کہ خدا تعالیٰ ایک نئے الہام کو نازل کرتا جو غلطیوں سے منزّہ ہوتا اور بنی نوع انسان کو اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ روحانیت کی طرف لے جانے والا ہوتا اور وہ کتاب اور الہام قرآن کریم ہے"۔

اسی طرح ویدوں کی ظالمانہ تعلیمات، توہمات، تناقض اور خلافِ اخلاق تعلیمات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے تاکہ ان قابلِ اعتراض تعلیمات کی روشنی میں قرآن کریم جو کہ ان باتوں سے بالا اور منزّہ ہے، کی تعلیمات کی اہمیت واضح کی جائے۔

دوسرے حصّہ میں جمع القرآن پر بحث کی گئی ہے اور اسلامی تعلیمات کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کیسا لانا چاہئے۔ اس کی ہستی کے ثبوت کیا ہیں۔ اور وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی تاریکی کے وقتوں میں اپنا کلام نازل کرکے اور اپنی غیر معمولی قدرتوں کو ظاہر کرکے اپنی ہستی کو ثابت کرتا رہتا ہے"۔

"نجات کیا ہے اور کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ نجات تین قسم کی ہے۔ کامل، ناقص اور ملتوی نجات۔ کامل نجات اس دنیا سے حاصل کرتا ہے"۔

"قرآن تعلیم اور دماغی نشوونما پر خاص زور دیتا ہے۔ وہ فکر اور غور کرنے کو مذہبی فرائض میں سے قرار دیتا ہے۔ وہ لڑائیوں اور جھگڑوں سے روکتا ہے اور کسی حالت میں بھی حملہ میں ابتدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا"۔

"قرآن کریم غلامی کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ صرف جنگی قیدیوں کے پکڑنے کی اجازت دیتا ہے مگر اس کیلئے بھی یہ شرط مقرر کرتا ہے کہ ہر قیدی اپنے حصہ کا حرجانہ ادا کرکے آزاد ہونے کا حق رکھتا ہے"۔

"قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جو انسان کی رُوح اور اس کی پیدائش کے متعلق مکمل بحث کرتی ہے۔ اس بارہ میں دوسری کتب یا تو خاموش ہیں یا قیاس آرائیوں پر اکتفا کرتی ہیں"۔

"قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام اشیاء کی علّت العلل بھی ہے۔ یعنی تمام کی تمام مُفردات اس سے نکلی ہیں اور سب کی سب مخلوق اس کی طرف لوٹتی ہے"۔

"انسان کی پیدائش کے متعلق قرآن کریم بتاتا ہے کہ تورات اور انجیل کے دعووں کے خلاف انسان کی پیدائش تدریجی طور پر ہوئی ہے"۔

"انسانی پیدائش سے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے تا وہ خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرے اور اس کا نمونہ بنے"۔

اس تمہید کے آخر میں مرزا محمود احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے بانی کی وفات کے بعد 1908ء میں پیدا شدہ اختلافات کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے جماعت کے وجود کو خطرہ لاحق ہوگیا یہاں تک کہ خدا نے انہیں خود مصلح موعود بنایا اور توفیق دی کہ وہ جماعت کے شیرازہ کو دوبارہ قائم کرسکیں اور انہیں دشمنوں پر غلبہ عطا کیا۔ مندرجہ ذیل فقرات قابلِ غور ہیں۔

"یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دُنیا بھر میں پھیلا دیا اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی کی اور بیسیوں مواقع پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرّف فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس نے مجھ پر ظاہر کردیا کہ مَیں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعودؑ نے 1886ء میں میری پیدائش سے پانچ سال پہلے دی تھی۔ اُس وقت سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اور بھی زیادہ زور پکڑ گئی اور آج دنیا کے ہر برِّ اعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں"۔

اس کتاب کا بیشتر حصہ عربی اور جرمن متن پر مشتمل ہے۔ عربی جاننے والے احباب کے لئے یہ امر لذّت کا باعث ہوگا کہ وہ جرمن ترجمہ کا اصل عربی متن سے مقابلہ کرسکیں گے۔ اس کتاب کے شروع میں جو یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ ایک قابلِ اعتماد تمہید پر مشتمل ہے اور علمی طبقہ کے لئے اپنے عربی متن کے ساتھ جس کی وجہ سے اسلامی تعلیمات اور اسلامی دُنیا کو جاننے کیلئے ایک نیا دروازہ کھولتا ہے، ہمیں اس سے کُلّی اتفاق ہے۔

(2)۔ ایک مشہور علمی اور ادبی ماہوار رسالہ GEO POLITIK (اگست 1954ء) میں انڈونیشیا میں مقیم جرمن سفیر Dr. OTTO VON HENTIG کے قلم سے حسبِ ذیل تبصرہ شائع ہوا۔

"دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے قرآن کریم کے مستند جرمن ترجمہ کی ضرورت شدّت سے محسوس ہوتی رہی ہے۔ جرمنی سے قریبی اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے دوبارہ تعلقات قائم ہونے کے باعث جرمن عوام میں قرآن کریم کے مطالعہ کا شوق بڑھ رہا ہے۔ احمدیہ جماعت کے زیورک اور ہمبرگ کے مشنوں نے اورینٹل اینڈ ریلیجیس پبلشنگ کارپوریشن ربوہ (پاکستان) کی طرف سے ممنونانہ انداز میں قرآن کریم کے مستند جرمن تراجم کی کمی کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ قرآن کریم کا یہ ترجمہ صاف ستھرے باریک کاغذ پر ہالینڈ میں چھپا ہے اور اس کے دائیں طرف اصل متن محبت اور پوری احتیاط کے ساتھ ایک ماہرِ تحریر کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اور اپنی تحریر کی خوبی کی وجہ سے اس ترجمہ کو کتابی متاع کا موجب بناتا ہے۔ جرمن ترجمہ ہر صفحہ کے

بائیں طرف درج کیا گیا ہے۔ ہر سُورۃ کے شروع میں سُورۃ کا عربی نام اور اس سُورۃ کے نزول کا مقام (مکہ یا مدینہ) آیت کا نمبر اور رکوع درج کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے دو زبانوں کے متنوں (جنہیں 629 صفحات میں مکمل کیا گیا ہے) سے پہلے مفصل دیباچہ دو حصّوں میں درج کیا گیا ہے۔ اس دیباچہ کے مصنف جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا محمود احمد صاحب ہیں۔ اس دیباچہ کے پہلے حصہ میں قرآنی تعلیمات کو دوسرے بڑے مذاہب عیسائیت، یہودیت اور ہندوازم کی تعلیمات سے موازنہ کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں جمع القرآن اور اس کے نزول کی تفاصیل کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے اس جرمن ترجمہ کے متعلق شائع کرنے والوں نے لکھا ہے کہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ ترجمہ بہترین ہے۔ قدامت پسند علماء کی رائے کے مطابق قرآن کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں محال ہے۔ اس بارہ میں تمام کوششیں تفسیر قرار دی جاسکتی ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یقیناً اس ترجمہ کے متعلق کہیں کہیں اعتراض کی گنجائش ہوگی لیکن چونکہ اس ترجمہ کو اصل عربی متن کے ساتھ شائع کیا گیا ہے اس لئے اس کے شائع کرنے والوں نے اس احتیاط اور یقین کا سامان بہم پہنچا دیا ہے کہ اسے پڑھنے والے اسلام کی صحیح تصویر حاصل کرسکیں گے۔ قرآن کریم کا ایسا ترجمہ شائع کرنا جو سب کی رائے میں درست ہو کتنا مشکل کام ہے۔ اس ترجمہ کے نئے ایڈیشن کے متعلق اس امر کا اہتمام غالباً مناسب ہوگا کہ ہر سُورۃ کا جرمن ترجمہ بھی درج کیا جائے اور مختصر طور پر یہ بھی واضح کیا جائے کہ یہ نام کیوں تجویز کیا گیا ہے۔ جرمن پبلک کیلئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ مشکل اور اہم آیات کا مطلب تفصیلی فٹ نوٹ کی صورت میں درج کیا جائے۔"

(3)۔ مشہور سوئس اخبار "NEUE ZURCHER ZEITUNG" نے اپنے 31 اگست 1954ء کے ایشوع میں لکھا۔

گزشتہ کئی سال سے زیورخ میں احمدیہ مسلم مشن کی ایک شاخ قائم ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام ہی کا ایک روشن خیال فرقہ ہے جس کا نام اس کے بانی مرزا غلام احمد آف قادیان پنجاب (1835-1908) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو الہامِ الٰہی کے ذریعہ اسلام اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رسالت و نبوت کے بھی دعویدار تھے۔ لیکن نبوت کے باوجود آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ قرآنی شریعت اور (حضرت) محمد (ﷺ) کے کامل متبع ہیں اور آپ کوئی نیا قانون لے کر نہیں آئے۔ گویا اس طرح وہ اپنے آپ کو صرف "متنبہ کرنے والا" سمجھتے رہے جیسے نبی پاک کے بُروز کامل کی صورت میں قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح اور مہدی ہو کر آنا تھا اور جس کا کام مادی دنیا میں صرف رُوحانی بیج بونا تھا۔ آپ نے اپنی پیشگوئی کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ آپ کی جماعت زمین کے کناروں تک پھیلے گی اور آپ کے متبعین کو قُربِ الٰہی حاصل ہوگا۔

اس پیغام ربّانی کے ساتھ آپ کا ظہور 1880ء میں آپ کے اپنے گاؤں میں ہوا۔ اور آپ نے اس وقت ان نشانات و معجزات کا ذکر کیا جن سے آپ کے مشن اور پیشگوئیوں کی صداقت کا اظہار ہوتا تھا۔ ابتدائی مخالفت کے باوجود آپ کی جماعت پھیلتی ہی گئی حتی کہ ہندوستان اور بیرونی مسلم دنیا میں اس کی شاخیں قائم ہوگئیں۔

1889ء میں آپ نے جماعت کے خلیفہ (امام) کی حیثیت سے بیعت لینی شروع کی۔ 1914ء میں آپ کے پہلے خلیفہ (حضرت حکیم الأمّت) مولانا نورالدین (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر جماعت میں کچھ اختلاف پیدا ہوگیا اور کچھ لوگ جنہیں بعد میں لاہوری پارٹی کے نام سے موسوم کیا گیا اس وجہ سے الگ ہوگئے کہ وہ حضرت احمد کو نبی ماننا پسند نہ کرتے تھے بلکہ صرف مصلح سمجھتے تھے۔ جماعت قادیان متفقہ طور پر حضرت احمد کے فرزند (حضرت) مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر جمع ہوئی اور آپ کو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے آپ کے موعود خلیفہ ہونے کے متعلق خبر دے دی تھی۔ آپ ہی کے عہد خلافت میں اسلام کا مشن یورپ میں قائم ہوا جس کا مرکز انگلستان ہے۔ لیکن مشن کا کام فرانس، سپین، ہالینڈ، جرمنی اور کچھ سال سے سوئٹزرلینڈ میں بھی جاری ہے۔ اسی طرح شمالی اور جنوبی امریکہ میں بھی جماعت تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے عقائد کی بنیاد اسلام کی معروف تعلیم پر ہے۔ صرف تین اُمور میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اوّل: یسوع مسیح خدا کے نبی اور (حضرت) محمد (ﷺ) سے قبل بطور ارہاص آئے تھے وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کی حالت وفات یافتہ شخص کے مشابہ ہوگئی تھی۔ وہ اپنی قبر سے اُٹھ کر مشرق کی جانب روانہ ہوگئے تاکہ کشمیر میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں (مسیح کی زندگی کے بارہ میں اسی طرح کے اور غلط خیالات بھی ان میں پائے جاتے ہیں)۔

آپ نے 120 سال کی عمر کے بعد کشمیر میں وفات پائی جہاں سرینگر شہر میں دفن ہوئے اب تک ان کا مقبرہ موجود ہے لیکن غلطی سے اس مقبرہ کو یوز آصف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

دوم: جہاد یعنی جنگِ مقدس کا استعمال مُنکرین کے استیصال کے لئے ناجائز ہے۔ اسلام کی تبلیغ قرآنی دلائل کی روشنی میں صرف امن و آشتی سے ہی کی جانی چاہئے۔

سوم: موعود مہدی حضرت احمد ہیں جو یسوع کے مثیل اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش حقیقی ہیں۔ برخلاف عام مسلمانوں کے جو ایسا عقیدہ نہیں رکھتے ہیں۔

گو جماعت احمدیہ قرآن کریم کی تشریحات کے بارہ میں آزادی کی قائل ہے لیکن ان کا کوئی عقیدہ اسلام کے منافی نہیں۔ مسلمانوں کے عام فرائض نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے علاوہ جماعت احمدیہ کی طرف سے دینداری اور اخلاق فاضلہ پر خاص زور دیا جاتا ہے اور ہر فرد و قوم کے ساتھ پُرامن برتاؤ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس طور پر جماعت احمدیہ جو اسلام ہی کا فرقہ ہے اور اصلاحی تحریک ہے اپنے آپ کو دلچسپ طریق پر پیش کرتی ہے۔ پرانی رسومات کے خلاف یہ جماعت اسلام کو محض مذہب تک محدود رکھتی ہے اور ان کا یہ استدلال قرآنی تعلیم پر مبنی ہے۔

حکومت برطانیہ نے بھی جماعت احمدیہ کے اس موقف کو تسلیم کیا ہے کہ جماعت 1900ء سے ہی اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف رہی ہے اور انہوں نے سیاسیات ملکی میں حصہ نہ لے کر یہ کام اور لوگوں کے سپرد کر رکھا ہے۔

حالیہ ترجمۃ القرآن بھی ان کی تبلیغی کارروائیوں کا ہی ایک حصہ ہے۔ مشہور و معروف مشرقی علوم کی اشاعت کی ذمہ دار فرم OTTO HARRASSOWITZ نے جو پہلے پہل LEIPZIG میں قائم ہوئی تھی اس کتاب کو خوبصورتی اور نفاست کا لباس پہنایا ہے۔ یہ ترجمہ جو عربی متن کے ساتھ ہے۔ انڈکس، مبسوط دیباچہ اور تشریح الفاظ کے ساتھ رکسون کی لچک دار جلد میں خوبصورت طباعت کے ساتھ اور باریک کاغذ پر شائع کیا گیا ہے اور اپنی تمام خصوصیات کے باوجود نہایت تھوڑی قیمت پر میسر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا جامع ترجمہ ہے جو مسلمانوں کے زُعم میں یورپین اقوام کے سامنے محمد (ﷺ) کی تعلیم کو پیش کرتا ہے۔ اگرچہ عربی زبان کے اسلوب و محاورات کو جانچنے اور اس کی جزئیات پر نظر رکھنے کے قابل وہی شخص ہوسکتا ہے جس کی تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی ہو دراصل یہ ترجمہ بھی پرانے تراجم سے کوئی خاص اختلاف نہیں رکھتا اور جہاں کہیں تھوڑا بہت اختلاف بھی ہے اسے کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں۔ سورۃ فاتحہ کے مطالعہ کے وقت بھی کوئی خاص فرق معلوم کرنا مشکل ہے۔

جہاں نئے تراجم کا ہر لحاظ سے خیر مقدم کیا گیا ہے وہاں 160 صفحات پر مشتمل دیباچہ جسے مرزا محمود احمد (خلیفہ ثانی) نے تصنیف کیا ہے ایسے تبلیغی پراپیگنڈا پر مبنی ہے جس کا نوٹس لیا جانا ضروری ہے۔ ناشرین کو واقعی اس کا حق پہنچتا ہے لیکن کیا ہم بھی اس پراپیگنڈہ کو جانچنے اور اس پر تنقید کرنے کا حق رکھتے ہیں؟"

اس کے بعد اخبار نے اپنے رنگ میں دیباچہ میں مذکور بہت سی باتوں کے متعلق اپنا تنقیدی تبصرہ کیا ہے اور قرآن کریم پر بعض اعتراضات دہرائے ہیں۔

(4)۔ آسٹریا کے مؤقر جریدہ BIBEL UNDLITURGIE نے اپنی اشاعت اگست و ستمبر 1953ء میں قرآن کریم کے جرمن ترجمہ پر درج ذیل الفاظ میں ریویو شائع کیا۔

"قرآن کریم کا نیا شائع کردہ ترجمہ عربی زبان اور اس کے لٹریچر کو سمجھنے میں کافی مدد دینے کا موجب ہوگا۔ آسٹریا میں الٰہیات اور مشرقی علوم کے طالب علموں کو جو عربی میں ڈاکٹری کے امتحان میں شامل ہورہے ہیں ادب عربی میں مہارت پیدا کرنے کے لئے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے"۔

(5)۔ زیورخ کے باأثر اخبار DAS BUCHERBLATT نے اپنی 24 ستمبر 1954ء کی اشاعت میں لکھا۔

"803 صفحات پر مشتمل خوبصورت رکسون کی جلد میں قرآن کریم کا ترجمہ عربی زبان میں احمدیہ مسلم مشن زیورخ کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔ اصل کتاب کے ساتھ الفاظ کی تشریح اور انڈکس کے علاوہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) کے قلم سے ایک مبسوط دیباچہ بھی شامل ہے۔

گزشتہ کئی سال سے سوئٹزرلینڈ میں احمدیہ مسلم مشن قائم ہے۔ جس کا صدر مقام زیورخ میں ہے۔ عربی اور جرمن زبان کے حالیہ ترجمے کی اشاعت کا سہرا اسی مشن کے سر ہے۔ اصل کتاب سے پہلے قریباً ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ایک لمبا دیباچہ شامل ہے جس کے فاضل مصنف کا ذکر اوپر آچکا ہے جو مسیح موعود کے دوسرے خلیفہ اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہیں۔ مسلمان اس بات کے دعویدار ہیں کہ اسلام کے ظہور کا مقصد یہودیت و عیسویت کا استیصال ہے اور انکا یہی دعویٰ نیم مخاصمت کی وجہ ہے۔ عربی متن اور اس کے ترجمہ کے بارہ میں علمی حلقوں سے تنقید کی آوازیں سُنی گئی ہیں لیکن ان کا ذکر اس موقع پر بے جا ہوگا۔ ہم اس ترجمہ کی اشاعت کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ HENNING نے جو ترجمہ REKLAME UNIVERSITY کی لائبریری کے لئے کیا تھا وہ بھی چونکہ اب نایاب ہے اس لئے بھی یہ ترجمہ ان لوگوں کی ضرورت پورا کرنے کا موجب ہے جو اسلام کا اصل چہرہ اور اس کی روح ان کی کتاب مقدس سے دیکھنے کے خواہاں ہیں"۔

(6)۔ اخبار "FIER ARBERTUND DESINNUNG LTUTLTGUST" نے یکم فروری 1955ء کو ایک طویل تبصرہ سپرد قلم کیا جس کا ملخص درج کیا جاتا ہے۔

انیسویں صدی میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اس جماعت نے حال ہی میں قرآن کریم کا ترجمہ جرمن زبان میں شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ پہلا نہیں بلکہ اس کی خوبی یہ ہے کہ اسے ایک اسلامی جماعت نے خود اپنے زیرِ اہتمام شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور جرمن ترجمہ کیساتھ عربی متن بھی دیا گیا ہے۔ احمدیہ جماعت کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد صاحبؑ نے 1880ء میں رکھی جو 1835ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر بطور مسیح اور مہدی ظاہر ہوئے ہیں۔ وہ 1908ء میں فوت ہوئے اور 1914ء سے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب جماعت کے دوسرے خلیفہ اور امام ہیں۔ اس ترجمہ قرآن کریم کا دیباچہ انہی کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد اخبار دیباچہ میں مذکور بعض مضامین کا ذکر کرتے ہوئے آخر پر لکھتا ہے کہ امام جماعت احمدیہ اس دیباچہ میں عیسائی دنیا کو مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج کرتے ہیں:

"اگر مسیحی پوپ یا اپنے آرچ بشپوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ میرے مقابل پر اپنے پر نازل ہونے والا تازہ کلام پیش کریں جو خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم غیب پر مشتمل ہو تو دنیا کو سچائی کے معلوم کرنے میں کس قدر سہولت ہوجائے گی"۔

امام جماعت احمدیہ اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دیتے ہیں جن کی پیدائش کی خبر حضرت مسیح موعود نے ان کی پیدائش سے پانچ سال قبل 1886ء میں دی تھی۔ وہ اپنے الہامات کو اسلام اور قرآن کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور انکا دعویٰ ہے کہ قرآن کے نئے علوم اُن پر کھولے گئے ہیں اور دوسرے مسلمان جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ افغانستان میں 1924ء میں دو احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ جماعت احمدیہ جہاد کی تعریف دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ نہیں کرتی کہ آنے والا مسیح اور مہدی کافروں کا تلوار سے قلع قمع کرے گا۔ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب سے زندہ اُترے اور پھر مرہم عیسیٰ کے ذریعہ سے شفا پائی اور بعد میں کشمیر گئے اور سرینگر میں فوت ہوئے۔ یہ بات غلط ہے کہ قرآن کریم معجزات کا قائل نہیں بلکہ قرآن کریم پورے یقین کیساتھ ذکر کرتا ہے۔ اور امام جماعت احمدیہ نے دیگر امور کے

علاوہ نبی کریم کی پیشگوئیوں کو بھی معجزات قرار دیا ہے۔ ہاں قرآن کریم اس قسم کی جاہلانہ باتیں نہیں کہتا کہ محمد رسول اللہ حقیقی مُردے زندہ کیا کرتے تھے یا سورج اور چاند کی رفتار کو ٹھہرا دیا کرتے تھے یا پہاڑوں کو چلایا کرتے تھے، یہ تو بچوں کی کہانیاں ہیں۔ ان باتوں کو قرآن کریم نہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے اور نہ کسی اور نبی کی طرف بلکہ اگر پہلی کُتب میں اس قسم کی باتیں استعمال ہوئی ہیں تو قرآن کریم ان کی تشریح کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ باتیں محض استعارۃً استعمال ہوئی ہیں اور لوگوں نے انہیں حقیقی رنگ دینے میں غلطی کی ہے۔ مسیحؑ کی الُوہیّت اور ان کی طرف خدائی قوتوں کو منسُوب کرنے کا بھی جماعت احمدیہ نے ردّ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اس بات کو بھی پیش کرتی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے دائرہ رسالت میں حضرت مُوسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی نرمی اور بُردباری اور محبت کی تعلیمات کے برعکس تمام دنیا کو مدِنظر رکھا۔ ان کی تعلیمات میں حضرت موسیٰ کی تعلیمات اور حضرت عیسیٰ کی نرمی اور بُردباری اور محبت کی تعلیمات کامل طور پر موجود ہیں۔ وہ دشمنوں سے صُلح کرنے اور اہلی زندگی کے لئے بالخصوص عالمگیر اور کامل مثال ہیں۔

(حضرت) مسیح موعود نے اس بات کو بھی واضح کیا کہ انہوں نے قرآنی مسیح (حضرت عیسیٰؑ) کے خلاف کبھی نہیں لکھا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی تھے بلکہ جہاں انہوں نے مسیحؑ پر حملے کئے ہیں وہاں انجیل کے مسیح پر انجیل کی تعلیمات کے مطابق الزامات لگائے ہیں جسے وہ دنیا کا نجات دہندہ اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اگر نجات مسیح کے دامن سے ہی وابستہ ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو انبیاء اور راست باز لوگ مسیح سے پہلے گزرے ان کی نجات کیسے ہوئی جبکہ وہ مسیح پر ایمان نہیں لائے تھے۔

اسلام اب عیسائیت کے خلاف زور سے حملہ آور ہے اور احمدیت کے مرکز میں یہ پروپیگنڈا پورے زور سے جاری ہے۔ اور یہ امر عیسائی دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے''۔

(7)۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ماضی مینیجر مدارسِ دینیہ مصر نے جرمن ترجمہ قرآن کے متعلق مندرجہ ذیل رائے تحریر کی۔

''اَمَّا التَّرْجَمَۃُ نَفْسُھَا فَقَدْ اخْتَبَرْتُھَا فِیْ مَوَاضِعٍ مُخْتَلِفَۃٍ وَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْآیَاتِ فِیْ مُخْتَلِفِ السُّوَرِ فَوَجَدْتُھَا مِنْ خَیْرِ التَّرْجَمَاتِ الَّتِیْ ظَھَرَتْ لِلْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ فِیْ اُسْلُوْبٍ دَقِیْقٍ مُحْتَاطٍ وَّ مُحَاوَلَۃٍ بَارِعَۃٍ لِاَدَاءِ الْمَعْنَی الَّذِیْ یَدُلُّ عَلَیْہِ التَّعْبِیْرُ الْعَرَبِیُّ الْمُنَزَّلَ لِاٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ''

یعنی جہاں تک ترجمہ کا تعلق ہے میں نے مختلف مقامات اور مختلف سُورتوں کی بہت سی آیات کا ترجمہ بنظرِ غائر دیکھا ہے۔ میں نے اس ترجمہ کو قرآن مجید کے جُملہ تراجم سے جو اس وقت منصہّ شہود پر آچکے ہیں بہترین پایا۔ اس ترجمہ کا اسلوب نہائیت محتاط علمی رنگ لئے ہوئے ہے۔ باریک بینی کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے اور معانی قرآن کی ادائیگی میں انتہائی علمی قابلیت کا اظہار کیا گیا ہے تا کہ عربی میں نازل شدہ قرآنی آیات کی کماحقہٗ ترجمانی ہوسکے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 92 تا 109)

جرمن ترجمہ قرآن کریم دو مختلف سائز میں شائع ہو رہا ہے۔ ایک بڑا سائز جس کے آغاز پر 152 صفحات پر مشتمل دیباچہ تفسیر القرآن کا کچھ حصّہ ترجمہ کرکے لگایا گیا ہے اور دوسرا پاکٹ سائز جس میں دیباچہ کا حصّہ شامل نہیں ہے۔ پاکٹ سائز پر اس ترجمہ کی اشاعت کا سلسلہ 1993ء میں شروع ہوا۔ بڑے سائز پر طبع ہونے والے جرمن ترجمہ قرآن کے اب تک پچاس ہزار سے زائد نسخے طبع ہوچکے ہیں اور یہ 13 مرتبہ پرنٹ ہوا ہے۔ جبکہ پاکٹ سائز ایڈیشن بھی 10 مرتبہ ری پرنٹ ہو چکا ہے اور اس کے مطبوعہ نسخوں کی تعداد پینسٹھ (65) ہزار سے زائد ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔

✡✡✡✡✡✡

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے زیر اہتمام

پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا کامیاب انعقاد

(رضوان احمد شاھد۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ جہاں تبلیغ اور دُکھی انسانیت کی خدمت میں ترقی کر رہی ہے وہاں تربیت کے میدان میں بھی اس کا قدم دن بدن آگے بڑھ رہا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی پہلی پندرہ روزہ تربیتی کلاس ہے جس کا انعقاد یکم تا پندرہ اگست 2009ء کو آئیوری کوسٹ کے تاریخی شہر بسّم (Bassam)) میں کیا گیا۔

اس کلاس کی تیاری ایک ماہ قبل ہی شروع کردی گئی تھی اور تمام جماعتوں کو اس کی اطلاع کی گئی اور مختلف میٹنگز کرکے کلاس کے نصاب اور ٹیچرز کس طرح پڑھائیں گے طریقہ کار کو طے کیا گیا۔

اس کلاس کا آغاز یکم اگست 2009ء کو خاکسار رضوان احمد شاہد ریجنل مشنری بسّم نے صبح 9 بجے دُعا کے ساتھ کیا اور تربیتی کلاس کے مقاصد کے موضوع پر نصائح کیں۔

کلاس کے نصاب میں تعلیمی، تربیتی، تبلیغی اور سیر وتفریح جیسے پروگرام شامل تھے۔ اس کلاس میں آئیوری کوسٹ کے 9 ریجنز سے میٹرک سے بی اے تک کے 30 طلباء نے شرکت کی۔ تعلیمی وتربیتی پروگرام کے تحت ہر روز نماز تہجد اور نمازوں کی باقاعدہ حاضری کے علاوہ نماز کی اہمیت، وفات مسیح، خاتم النبیّین اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی گئی۔ اس کے علاوہ جماعت میں مالی نظام اور چندوں کی اہمیت پر خصوصی لیکچرز ہوئے۔ اور ان تمام موضوعات پر قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں مدلل دلائل سکھائے اور ازبر کروائے گئے۔

تبلیغی پروگرام کے تحت تین پروگرامز ترتیب دئے گئے جس کے تحت تمام خدام کے پانچ گروپ بنا کر شہر کے مختلف محلوں کو ان کے درمیان تقسیم کیا گیا اور اس طرح خدام نے گھر گھر جا کر جماعتی لٹریچر پمفلٹ کی شکل میں 6 ہزار کے تعداد میں تقسیم کیا اور 89500cfa فرانک سیفا کی مالیت کا لٹریچر بھی فروخت کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت بسّم شہر میں ایک نئی تبلیغی فضا قائم ہوگئی اور بہت سے لوگوں نے اس کے بعد مشن ہاؤس میں آکر رابطہ کیا اور احمدیت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں۔

سیر وتفریح کے پروگرام کے تحت فٹبال کے دو میچز بسّم (Bassam) کے لوکل غیر از جماعت ٹیم کے ساتھ کروائے گئے جس میں خدام نے کھیل میں اپنا اچھا نمونہ پیش کیا۔ اس تربیتی کلاس کی ایک پکنک بھی کی گئی۔

اس پندرہ روزہ تربیتی کلاس کے اختتام پر ایک تحریری امتحان بھی ہوا جس میں تمام خدام شامل ہوئے اور اوّل، دوئم اور سوئم آنے والے خدام کو انعام بھی ملا۔

15 اگست 2009ء بروز ہفتہ کو اس کلاس کی اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ نے کی۔ مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ کے نمائندہ مکرم سلا محمد صاحب نے خدام میں انعامات اور سندات خوشنودی تقسیم کیں۔

آخر پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور نمائندہ امیر صاحب نے اپنے اپنے خطاب میں اس کلاس کو سراہا اور خدام کی حوصلہ افزائی کی اور آئندہ سالوں میں اس کلاس کو جاری رکھنے کا عزم کیا۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کلاس کو جماعت آئیوری کوسٹ کے لئے بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 2

ہوئے ان سے انکی انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہنی اور دعا کے بعد ان کو واپس دیدی۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک جرمن احمدی سے دریافت فرمایا کہ برلن مسجد سے متعلق آپ کی شکایت دور ہوگئی ہے؟۔ جس پر انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک ہنگیرین امام سے ہنگری کے احمدیوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ آخر پر حضور نے پوچھا کہ کس نے اب تک میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ اس پر جرمنی کے شہر ہومبرگ زار سے تعلق رکھنے والے جرمن مکرم Christoph Schmitt نے کہا کہ مَیں نے کل ہی احمدیت میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے ان کی دستی بیعت لی۔ ان کے ساتھ ایک ہنگیرین نے بھی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ترجمانی کے فرائض مکرم امیر صاحب جرمنی نے ادا کئے۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور انور کی واپسی پر عرب نو مبائعین نے پرجوش نعرے لگا کر حضور انور کو الوداع کیا۔ جس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مئی مارکیٹ منہائم سے بیت السبوح فرانکفورٹ کیلئے روانگی

جب حضور اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو فرانکفورٹ روانگی کے لئے گاڑیاں پہلے سے تیار تھیں۔ حضور انور نے مکرم بشیر احمد صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا سارا سامان رکھ لیا ہے؟ حضور انور نے اس بارہ میں تسلی کر لینے کے بعد دعا کروائی اور حضور انور کا قافلہ بیت السبوح فرانکفورٹ جانے کیلئے روانہ ہوا۔ راستے میں اطلاع ملی کہ فرانکفورٹ اور اس کے گردونواح میں تیز آندھی اور بارش ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک میں رکاوٹ کا احتمال ہے۔ الحمدللہ کہ فرانکفورٹ پہنچنے سے پہلے ہی آندھی اور طوفان ختم ہو چکا تھا اور قافلہ اللہ کے فضل سے بغیر کسی رکاوٹ کے بیت السبوح پہنچا۔ حضور انور تھوڑی دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور 10 بجکر 25 منٹ پر مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت میں سورۃ الفلق اور دوسری رکعت میں سورۃ الناس جبکہ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ اور دوسری رکعت میں وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا کی تلاوت فرمائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

اللہ کی تسبیح اور تنزیہہ تین طرح سے ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مومن کا کام ہے کہ وہ اپنے رب کے اسماء کی تنزیہہ کرتا رہے اور وہ تین طرح سے ہوتی ہے۔

اول۔ اللہ تعالیٰ پر بعض لوگ بدظنی کرتے ہیں اور اپنے اوپر نیک ظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے کوشش تو بہت کی مگر ہماری محنت کا ثمرہ نہ ملا۔ یہ بدظنی چھوڑ دو۔

دوم۔ اپنے چال چلن سے خدا تعالیٰ کی صفات کی عزت اور حرمت کرو۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو جواب دو۔

(الحکم 30 ستمبر 1903ء صفحہ 4)

کسی کی بری حالت کو دیکھ کر کونسی دعا کی جائے؟

''کسی کی حالت بد کو دیکھ کر اس کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ دعا کرو کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ ورنہ یاد رکھو کہ انسان نہیں مرتا جب تک اسی مصیبت میں خود مبتلا نہ ہولے''۔ (الحکم 30 ستمبر 1903ء صفحہ 4)

✡ ✡ ✡ ✡ ✡ ✡

توحیدِ الٰہی

کائنات میں رائج یکساں قوانین بتاتے ہیں کہ ان کا خالق بھی ایک ہی ہے

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

ساری کائنات میں یکساں قانون نافذ ہیں۔ ہر جگہ ایک ہی قانون بتاتا ہے کہ حکومت بھی ایک ہی مالک حقیقی کی ہے۔ اگر ایک سے زائد برابر کے خالق و مالک ہوتے تو ان کے قوانین بھی اپنے اپنے ہوتے اور متضاد راہوں پر چل کر موجودات میں ایسا ٹکراؤ ہوتا کہ سب کچھ تباہ و برباد ہو جاتا اور ہر طرف افراتفری اور انتشار ہوتا بلکہ اب تک سب کچھ مٹ چکا ہوتا۔ وہ قوانین جو مختلف اشیاء کو بنانے اور قائم رکھنے کے لئے کام کرتے ہیں وہ بھی ایک سے نہ ہوتے بلکہ مختلف ہوتے۔ اس کا اطلاق نباتات، بکٹیریا، حیوانات، انسانوں اور اجرام سماوی جیسے سورج چاند ستاروں وغیرہ سب پر ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل سوالوں سے اس اہم نقطہ کی وضاحت ہوگی:

(1) تمام آسمانی کُرّوں کی حرکت اور کششِ ثقل کے قوانین یکساں ہیں

ہماری کائنات میں کھربوں کھرب ہمارے سورج کی طرح ستارے، ہماری زمین کی طرح کے planets، ہمارے چاند کی طرح کے سیارے satellites ہیں۔ یہ سارے ایک توازن میں رہنے کے لئے حرکت اور کششِ ثقل (gravity) کے ایک ہی قانون سے کیوں بندھے ہوئے ہیں؟ اگر کوئی اور مساوی طاقتوں والا خدا ہے تو وہ اپنے مختلف قوانین کے ذریعہ ان کو کیوں نہیں چلاتا۔ یہ دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو دی تھی۔ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ (البقرۃ: 259) ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال لا۔ تو پھر جو کافر تھا حیران رہ گیا۔ (یعنی اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے تو آسمانی کُرّوں کو اپنی مرضی اور قوانین کے مطابق کیوں نہیں چلاتا۔

(2) تمام عناصر (elements) کی یکساں ترکیب اور قوانین

ہماری کائنات میں سو کے قریب عناصر ہیں جن سے تمام مادی چیزیں بنی ہیں۔ ہر عنصر (element) جیسے کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، سلفر، مرکری وغیرہ کی ساخت اپنی اپنی ہے۔ مرکز یعنی Nucleus میں پروٹون ہوتے ہیں جس کے اردگرد ہمارے نظامِ شمسی کی طرح مختلف دائروں میں الیکٹرون گھومتے ہیں۔ ان کی تعداد ہر عنصر میں مختلف ہوتی ہے۔ اگر یکساں طاقتوں کا مالک خدا کوئی اور بھی ہے تو وہ ان عناصر کی ترتیب کو کیوں مختلف نہیں کر دیتا؟ انہی ایٹموں کو کم وبیش کر کے یا الیکٹرونز کی حرکات کا رخ الٹ کر کے ہمارا خدا بالکل مختلف صفات رکھنے والی اشیاء پیدا کر دیتا ہے جیسے O_2 آکسیجن۔ O_3 اوزون۔ H_2O پانی اور H_2O_2 کان میں ڈالنے والی زہریلی دوا۔ کیا اس قانون کو بدلنے کی خدا کے سوا کسی اور میں بھی کوئی طاقت ہے؟ ہرگز نہیں۔

(3) نباتات وحیوانات بشمول انسانوں کے خلّیات CELLS کا یکساں ڈیزائن

تمام جڑی بوٹیاں پودے اور درخت وغیرہ مختلف Cells سے ترکیب پاتے ہیں۔ اسی طرح تمام جاندار مخلوق جن میں انسان بھی شامل ہے بعض Cells سے بنتے ہیں۔ ہر نوع Species کے سیل کی ترکیب دوسروں سے مختلف ہوتی ہے۔ ہر Cell کے اندر DNA ہوتا ہے جس پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس سے جسم کا کونسا عضو کس شکل رنگ وغیرہ کا بنتا ہے۔ اتنی تفصیلات ایک Cell میں درج ہوئی ہیں کہ ان کو لکھنے کے لئے انسائیکلوپیڈیا جتنی ضخیم درجنوں کتابیں درکار ہیں۔ کیا کوئی اور خدا بھی ہے جو اس سارے ڈیزائن کو تبدیل کر کے اپنا ڈیزائن لا سکے؟ ہرگز نہیں۔

(4) وقت کا شعور یکساں حالات میں یکساں ہوتا ہے

وقت دراصل تبدیلی کو ناپنے کا نام ہے۔ اگر کسی رنگ میں تبدیلی ہو رہی ہو تو وقت کا بھی شعور ہوگا ورنہ وقت گویا ہوتا ہی نہیں۔ اسی لئے سائنسدان وقت کا آغاز بِگ بینگ (BIG BANG) کے واقعہ سے کرتے ہیں جب ایک دھماکے سے ایک ایسا بلیک ہول BLACK HOLE پھٹا جس کی لمبائی۔ چوڑائی۔ موٹائی صفر تھی۔ دوسرے لفظوں میں اس کا وجود ہی نہ تھا۔ لیکن اس کی کثافت Density بے اندازہ یا Infinite تھی۔ اس کے پھٹنے سے کہکشائیں اور ارب ہا ارب نظام ہائے شمسی وجود میں آئے۔ یہ واقعہ کوئی ساڑھے تیرہ ارب سال پہلے گزرا۔ اس واقعہ سے پہلے چونکہ کچھ نہ تھا نہ کوئی تبدیلی سائنسدانوں کے نزدیک ہو رہی تھی اس لئے وقت کا بھی کوئی تصور نہ تھا۔ اگر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہو اس کا ذہن کام نہ کر رہا ہو تو ہوش آنے پر یہ سارا عرصہ اسے نہ ہونے کے برابر یعنی پل بھر ہی دکھائی دے گا۔ اگر قبروں میں کروڑوں سال بھی کسی پر ایسی حالت میں آئیں کہ اسے کوئی شعور (perception) نہ ہو تو ہوش آنے پر اسے یہی معلوم ہو گا کہ مَیں ابھی دنیا میں زندہ تھا اور ابھی وہاں سے آیا ہوں۔

آئن سٹائن کی General Theory of Relativity کے مطابق "وقت کی اپنی کوئی آزاد حیثیت یا وجود (existence) نہیں ہے سوائے اس کے کہ بعض واقعات تسلسل سے ہو رہے ہوں جن کو دیکھ کر ہم وقت کا اندازہ کر رہے ہوں۔" یعنی اگر کبھی کائنات تھم جائے اس کی گردش اور تمام حرکات (movements) اور کام کاج رک جائیں تو وقت کا چونکہ علیحدہ آزاد وجود نہیں وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے وقت مطلق یا absolute نہیں بلکہ نسبتی (Relative) ہے۔

اب ایک سے زائد خدا ماننے والے بتائیں کہ ایک سے حالات میں سب انسان وقت کا ایک سا اندازہ یا شعور کیوں رکھتے ہیں؟ اگر خدا ایک سے زیادہ ہوتے تو وقت کا اندازہ اور شعور بھی ایک سے حالات میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتا۔

(5) عام انسانوں کے ذہن یکساں حالات میں یکساں احساس اور ادراک (senses) رکھتے ہیں

خدا کی توحید پر ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر تمام حالات ایک جیسے ہوں تو تمام انسان تندرست ذہن والے حالات و واقعات کا یکساں احساس و ادراک رکھیں گے۔ حالات کا یکساں ہونا ضروری ہے۔ سب کو خوشی، غمی، دکھ، سُکھ، اندھیرے، روشنی، خشکی، تری، ذائقہ وغیرہ کا احساس بھی یکساں ہوگا۔ احساسات یعنی senses چونکہ ہمارے دماغوں (Brains) اور ذہنوں (Minds) سے پیدا ہوتے ہیں ان میں ایک جیسا احساس پیدا کرنے کی استعداد کسی ایک خالق کا ہی کام ہے۔ دماغ اور ذہن میں فرق ہے۔ دماغ ایک مادی چیز ہے اور ذہن کا تعلق روح سے ہے اور غیر مادی ہے۔ دماغ کمپیوٹر اور ذہن پروگرام کی طرح ہے۔ نہ کمپیوٹر پروگرام کے بغیر کسی کام کا ہے اور نہ اکیلا پروگرام بغیر کمپیوٹر کے کچھ کر سکتا ہے۔ تمام انسانوں کے دماغ اور ذہن یعنی شعور (perception) اور احساسات (senses) ایک جیسے حالات میں ایک جیسے نتائج کیوں نکالتے ہیں۔ ہر آدمی دو جمع دو کو چار کیوں سمجھتا اور کہتا ہے۔ انسانی دماغ میں ریکارڈ کرنے کی اتنی استعداد ہے جتنی ZBM360 کے چودہ ہزار کمپیوٹروں میں ہو سکتی ہے۔ انسان جو کچھ غور سے دیکھتا، سنتا، سوچتا اور یاد کرتا ہے وہ دماغ میں ریکارڈ ہوتا جاتا ہے لیکن ایک انسان اپنے دماغ کو بھی کتنا بھی استعمال کرے یہ خدا کا کیسا انعام ہے کہ ذہین انسان بھی اس کو دس پندرہ فیصد سے زیادہ استعمال نہیں کر سکتا۔ دماغ کے جتنے Neurons پیدائش کے وقت انسان لے کر دنیا میں آتا ہے ساری عمر پھر ان میں اضافہ نہیں ہو سکتا جبکہ باقی جسم کے cells مرتے اور نئے جنم لیتے رہتے ہیں۔ شراب پینے سے یہ نیورون مرتے ہیں اور مرنے والوں کی جگہ نئے پیدا نہیں ہوتے۔ ایک یہ حکمت بھی نشہ آور چیزوں اور شراب وغیرہ کو حرام کرنے میں ہے۔ ایک نشہ کرنے والا اپنے ہی دماغ کے نیوران کو موت کے گھاٹ اتار کر مزے لے رہا ہوتا ہے۔

یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ہمارے احساسات (senses) کیسے کام کرتے ہیں۔ مختصراً یہ ہے کہ ہمارے تمام (senses) احساسات مثلاً دیکھنا۔ سننا، چکھنا، مَس (touch) کرنا، سونگھنا (smell) کرنا، ہمارے دماغ اور ذہن مل کر پیدا کرتے ہیں یعنی جسم اور روح دونوں احساسات پیدا کرتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ سنتے ہیں۔ چکھتے ہیں۔ چھوتے ہیں اور سونگھتے ہیں تو ہمارے جسم کے متعلقہ اعضاء آنکھ کان زبان وغیرہ کو باہر سے کچھ تحریکیں (Stimulations) ہوتی ہیں جو متعلقہ عضو کو حرکت میں لاتی ہیں، Stimulate کرتی ہیں۔ ہمارے اعضاء حرکت میں آتے ہیں اور کچھ الیکٹریکل اشارے (Electrical signals) بناتے ہیں اور اعصاب کے ذریعہ دماغ کو بھیجتے ہیں جہاں بالکل اندھیرا ہوتا ہے وہاں جو چیز ہم دیکھتے ہیں اس کا عکس پڑتا ہے اور ذہن ہمیں وہ شعور بخشتا ہے جس کے مطابق وہ چیز جس طرح اس کو پروگرام کیا گیا ہے، ہمیں نظر آتی ہے۔ مثلاً ذہن بتائے گا کہ وہ چیز گول ہے تو گول نظر آئے گی۔ ٹیڑھی ہے تو ٹیڑھی نظر آئے گی۔ رنگ سرخ ہے، سبز ہے، نیلا پیلا کیسا ہے یہ ہمارا شعور (consciousness) ہمیں بتاتا ہے کہ رنگ کیسا نظر آنا چاہئے۔ اگر خدا چاہتا تو ہمارے ذہنوں کو اس طرح پروگرام کر دیتا کہ ہمیں سیاہ سفید لگے اور سفید سیاہ۔ گول چوکور لگے اور چوکور گول۔ نمک میٹھا لگے اور چینی نمکین۔ الغرض وہ تمام علم جو ہم اپنے senses کے ذریعے حاصل کرتے ہیں اس کی کیفیت وکمیت کہ ہم کیا دیکھیں، سنیں اور کن حدوں کے درمیان رہیں یہ سب ہمارے ذہنوں کی پروگرامنگ کے مطابق وجود میں آتا ہے۔ خدا نے جس طرح چاہا کیا۔ جتنا علم اور جیسا علم چاہا اس نے دیا۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے کہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرۃ: 256) وہی جانتا ہے کہ جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور اس کے علم میں سے اس کی مرضی کے سوا کچھ نہیں پا سکتے۔ پس ہمارا سارا علم جو ہمیں حواس کے ذریعہ یا انبیاء و اولیاء کو الہام کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اس کا صرف وہی حصہ اتنا ہی اور ویسا ہی جو وہ خود دینا چاہتا ہے انسان کو ملتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے دکھاتا ہے، سناتا ہے اور محسوس کراتا ہے۔ ہمارے اعضاء بھی اسی کے عطا کردہ ہیں ہمارا دماغ و ذہن بھی اور ہمارے احساسات کی کیفیت اور حدود بھی کہ کیا دیکھیں اور کیا اور کیسا محسوس کریں۔ وہ چاہے تو ہمارے بکھرے ہوئے اعضاء کو بھی بولنے کی اور محسوس کرنے کی طاقت دے دے۔ ہماری ساری طاقتیں اسی کے سہارے قائم ہیں۔ وہ فرماتا ہے وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (النحل: 79) اس نے تمہارے لئے کان آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر ادا کرو۔

اگر خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے تو کیا وہ ہمارے ذہنوں کے یکساں شعور اور programming کو تبدیل کر سکتا ہے۔ خدا کے ہی قانون کے تحت جب یہ اعضاء جو باہر سے محرکات وصول کرتے ہیں یا دماغ جو بجلی کے سگنلز کو نظاروں میں تبدیل کرتا ہے بیمار ہو جائیں تو پھر پروگرامنگ خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ کیونکر ممکن ہوا کہ سب انسانوں کے دماغوں کی بناوٹ یکساں بنائی گئی ہے کہ ہمارے کانوں، آنکھوں وغیرہ سے جو الیکٹریکل سگنلز ہمارے دل و دماغ کو پہنچتے ہیں وہ یکساں نظارے کیفیات اور جذبات پیدا کرتے ہیں۔ کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ ہمارے مشاہدات ایک دوسرے سے مختلف ہوں، ہمیں اِردگِرد کی اشیاء ایک جیسی کیوں نظر آتی ہیں؟ میٹھی چیز کو چکھ کر سارے اس کو میٹھی ہی کیوں محسوس کرتے ہیں؟ اگر ایک سے زیادہ

خدا ہوتے تو ہمارے دماغوں کی پروگرامنگ بھی مختلف ہوتی جیسے کمپیوٹر کے جتنے پروگرام ہوتے ہیں وہ اپنا اپنا پروگرام بناتے ہیں۔ یہی ایک بات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہم سب کا ایک ہی خالق و مالک ہے۔لیکن یہ بات افسانوں تک ہی محدود نہیں۔ عالمِ حیوانات کی لاکھوں انواع ہیں اور ہرنوع کے دماغوں کی پروگرامنگ ایک ہی جیسی ہے۔ایک مکھی، مچھر کو ہی دیکھ لیں وہ خواہ امریکہ کی ہو یا افریقہ کی، ہرجگہ وہ ایک ہی طرح کے احساسات اور حرکات (Behaviour) رکھتی ہوگی۔ جو جزائر دنیا سے کٹے ہوئے ہیں وہاں کے حیوانات، حشرات الارض، کیڑے مکوڑوں کے کاموں میں بھی یکسانیت ہوگی۔ ایک مرغی جس طرح دنیا کے ایک حصہ میں اپنے چوزوں کو پالتی ہے ہر جگہ ایسا ہی ہو گا۔ جب فرعون نے موسیٰ ؑ سے پوچھا کہ تمہارا ربّ کون ہے تو انہوں نے خدائے واحد کی ہستی پر یہی دلیل دی تھی کہ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰہٰ:51) کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو (اس کی ضرورت کے مطابق) اعضاء عطا کئے ہیں اور پھر ان (اعضاء) سے کام لینے کا طریقہ سکھایا ہے۔ وہی خدائے واحد و یگانہ ہے جس نے ہر قسم کی زندہ مخلوق کو اپنی ضرورت اور حالات کے مطابق نہ صرف ضروری اعضاء و قویٰ دیئے بلکہ ہر نوع کی جبلت (instinct) ایسی بنائی کہ وہ ان سے کام لے سکے اور اپنی توحید کے ثبوت کے لئے ہر نوع کو ایک جیسی فطرت وجبلت عطا کی۔ انسانوں کو عقل وشعور کے ساتھ ارادہ (volition) بھی دیا تا وہ اپنے افعال کا خود ذمہ دار بنے اور جزا وسزا کا قانون اس پر لگ سکے جبکہ دوسرے سب جانداروں کو ارادہ وغیرہ سے محروم کر کے اپنی اپنی جبلت (instinct) کے تابع کر کے سزا جزا کے قانون سے مستثنیٰ کر دیا۔ ہرنوع کے لئے ایک ہی قانون، ایک ہی معبود کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

(6) ہرنوع کے افراد کے اعضاء کا ڈیزائن بھی ایک ہی جیسا ہوتا ہے جو بتاتا ہے کہ ان سب کو بنانے والا بھی ایک ہی ہے۔

مثلاً انسان کے اندر کئی قسم کی پیچیدہ مشینیں فٹ ہیں۔ ہر ایک علیحدہ مکمل یونٹ کے طور پر کام کرتی ہے۔ مثلاً آنکھ ایک مکمل یونٹ ہے۔ ایسے ہی کان، زبان، دل، گردے، جگر، دماغ وغیرہ۔ ہر ایک یونٹ کا ڈیزائن اور کام (function) بھی یکساں ہوتا ہے۔کوئی اور بھی معبود خدا کے سوا ہوتا تو وہ اپنی مرضی کے اعضا بناتا۔ ان کو ڈیزائن کرتا اور ان کے مختلف کام متعین کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو کیسا فساد برپا ہوتا۔مختلف انواع ہی ایک دوسرے کو مٹا ڈالتیں۔

(7) سب کائنات میں یکساں قوانین تمام کائنات میں کارفرما قوّتوں کے ہیں اور علت و معلول (cause and effect) کے ہیں

ساری کائنات میں جو بھی قوتیں کام کر رہی ہیں خواہ وہ ایٹم سے متعلقہ ہوں۔ کشش ثقل (gravity) کی ہوں یا مقناطیسی ہوں۔ بجلی کی ہوں، سبھی ایک ہی قانون کے تابع کام کر رہی ہیں۔ دنیا میں ہر نتیجہ یا چیز جو ہوتی ہے اس کا ایک باعث (cause) ہوتا ہے۔ ہر نتیجہ (effect) پھر خود علت یا باعث (cause) بنتا ہے اور اس سے ایک اور واقعہ پیدا ہوتا ہے۔ کائنات کے تمام کام اس علت و معلول (cause and effect) کے سلسلہ سے ہو رہے ہیں۔ یہ قانون بھی ساری کائنات میں یکساں ہے جو ایک خالق پر دلالت کرتا ہے۔کوئی اور خدا بھی ہوتا تو پانی، مٹی، ہوا، آگ، دیگر عناصر اور کیمیاوی مرکبات (compounds) کی صفات اور ترکیب اپنی مرضی کی مختلف کر دیتا۔

دو یا زیادہ غیر محدود صفات اور قوتوں کے مالک خدا عقلاً محال ہیں

عقلاً بھی خدا وہی ہوسکتا ہے جو اکیلا ہو۔خود اپنی ذات میں قائم ہو۔ وہ ہر سہارے سے بے نیاز ہو لیکن اس کی تمام مخلوق اس کے سہارے کی محتاج ہو۔ وہ ازلی ابدی ہو۔ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے۔ کبھی اس پر ضعف، بیماری، بڑھاپا، موت نہ آسکے اور اس کی تمام صفات اور طاقتیں غیر محدود ہوں۔ اگر کوئی بھی کمزوری یا نقص ہوگا تو وہ ازلی ابدی نہیں ہوسکتا۔ ایک وقت میں وہ فنا ہو جائے گا۔ لہذا جس چیز کا کوئی آغاز ہوگا اس کا انجام بھی ہوگا اور ایسی چیز مخلوق ہی ہو سکتی ہے خالق نہیں ہوسکتی۔ خدا کی ہر صفت کا چونکہ لامحدود (infinite) ہونا لازمی ہے لہذا اس کی دیکھنے، سننے، بنانے، مٹانے اور ہر شے پر کامل قدرت رکھنے کی صفات کا بے انت اور بے حد ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی دوسرا خدا بھی بالفرض ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مد مقابل کو خاص علاقہ میں محدود کر کے اس کو وہاں سے نکال کر وہاں اپنی حکومت اور اپنے قوانین قدرت (Laws of Nature) جاری کرے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ عیسائی دانشور بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

چنانچہ ”پاکٹ بائبل ڈکشنری“ میں ”توحید الٰہی (Unity of God)“ کے عنوان کے تحت جو لکھا ہے اس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :

”اپنی ذات میں قائم وجود صرف ایک ہی ہے“ بائبل ہم پر ایک ایسے خدا کو منکشف کرتی ہے جو ایک ہے اور صرف ایک ہے۔ ایک سے زیادہ خدا اس لئے نہیں ہو سکتے کہ ازلی ابدی ہونا۔ لامحدود اور ہر جگہ موجود ہونے کی صفات (Eternity, Infinity, Omni Presence) ایسی ہیں جو صرف ایک ہی ایسے وجود پر منطبق ہوسکتی ہیں۔ دو ایسے وجود ایک دوسرے کی حدود کو گھٹا کر کم کر دیں گے۔ اسکی حدود سے خارج کر دیں گے اور یوں ایسے وجود کا خدا ہونا ناممکن ہے (یعنی ایسا وجود خدا ہو ہی نہیں سکتا)۔ انجیلوں میں خدا نے اپنے آپ کو بطور باپ (Father) بیٹا (Son) اور ”روح القدس“ (Holy Spirit) کے ظاہر کیا ہے۔ یہ تین علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں (separate personalities) ۔ ایک خدائی (God Head) میں تین شخصیات (persons) ہیں لیکن یہ تین خدا نہیں۔ اس لئے (یہ عقیدہ) ”تثلیث (Trinity)“ کا ہے نہ کہ (Tritheism) تین خداؤں کا۔

(pocket " Bible Dictionary , p 101, A Meridian Publication)

یعنی عیسائیوں کے نزدیک خدا ایک ہی ہے تین نہیں۔ لیکن خدائی تین علیحدہ علیحدہ وجودوں سے ترکیب پاتی ہے جیسے تین علیحدہ علیحدہ برابر طاقت والی تین رسیوں کو بٹ کر ایک بڑا رسہ بنایا جائے۔

عیسائیوں کے تثلیث کے عقیدہ میں ایک کھلا تضاد نظر آتا ہے۔ایک طرف تو باپ، بیٹا، روح القدس تینوں علیحدہ شخصیات ہیں۔ برابر کے تین وجود ہونے کی بنا پر یہ تین علیحدہ اپنی ذات میں خدا ہوئے اور دوسری طرف یہ تینوں علیحدہ شخصیات مل کر ایک خدا بنتی ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ تینوں وجود باپ، بیٹا، روح القدس میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ازلی ابدی لامحدود صفات اور طاقتوں کی مالک، ہر جگہ حاضر و ناظر (ہر جگہ موجود ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ان کے اپنے بیان کے مطابق ان صفات کا مالک صرف ایک وجود ہی ہوسکتا ہے ایک سے زیادہ ممکن ہی نہیں ورنہ وہ کسی خاص دائرہ میں محدود ہو جانے کی وجہ سے خدائی سے محروم ہو جائیں گے۔ اور اگر تینوں وجود علیحدہ علیحدہ مکمل خدائی صفات رکھنے والے خدا نہیں تو وہ ناقص ٹھہرے۔ ناقص وجود ضرور ایک وقت فنا ہو جاتے ہیں۔ جب موٹے رسّہ کی تینوں چھوٹی رسیاں کمزور پڑ کر ٹوٹ جائیں گی تو بڑا رسّہ جو انہیں کی طاقت کے سہارے قائم ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔ لہذا وہ بھی خدا نہ رہا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ انبیاء کی آیت لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:23) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”فرماتا ہے: کیا یہ سمجھتے نہیں کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔یعنی اگر کئی معبود ہوتے تو دنیا میں کئی قانونِ نیچر ہوتے اور دنیا تباہ ہو جاتی۔ مگر قانونِ نیچر دنیا میں ایک ہی نظر آتا ہے۔“

1911ء میں حضرت مصلح موعودؓ جب 22 سال کے تھے تو آپ ایک پہاڑی مقام ڈلہوزی گئے جہاں ایک پادری روزانہ شام کو اسلام کے خلاف پمفلٹ تقسیم کیا کرتا تھا۔ وہاں کی جامع مسجد کا امام ایک غیر احمدی کشمیری مولوی تھا۔ اس نے کچھ مسلمانوں کو کہا کہ سنا ہے مرزا صاحب کا بیٹا آیا ہوا ہے اُس کو اُس پادری کے پاس مباحثہ کے لئے لے جاؤ۔ چنانچہ جب ان کا ایک وفد حضور کے پاس اس غرض کے لئے آیا تو آپ کو ان کی بات ماننا پڑی۔ چنانچہ حضور اس مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے پادری صاحب سے کہا ”آپ مجھے تین خداؤں کی تھیوری سمجھا دیں۔ اگر آپ کامیاب ہو گئے تو خواہ میں کسی مذہب کا پیرو ہوا میں آپ کی بات مان لوں گا۔ پہلے تو وہ ایچ پیچ کرتے رہے لیکن آخر انہیں میری بات ماننی پڑی اور مَیں نے گفتگو یوں شروع کی کہ بتایئے خدا باپ کامل ہے یا ناقص۔ اگر وہ ناقص ہے تو خدا نہیں ہوسکتا اسی طرح روح القدس کامل یا ناقص۔ اگر وہ ناقص ہے تو وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح تیسرا اقنوم بیٹا کامل خدا تھا یا نہیں۔ اگر وہ ناقص تھا تو وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے میری ان تینوں باتوں کو مان لیا۔ پھر مَیں نے ان سے پوچھا کہ کیا خدا باپ کو اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے کی طاقت کُلّی طور پر حاصل تھی یا نہیں یا وہ کسی کی مدد کا محتاج تھا؟ اوپر کی بات سے ظاہر ہے کہ وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ کسی کا محتاج تھا۔ پھر میں نے یہ کہا کہ روح القدس اس ساری کائنات کو پیدا کرنے پر کُلّی طور پر قادر تھا یا کسی کی مدد کا محتاج تھا۔ انہوں نے کہا نہیں کُلّی طور پر قادر تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ خدا بیٹا اس کائنات کے پیدا کرنے پر کُلّی طور پر قادر تھا یا کسی کی مدد کا محتاج تھا۔ انہوں نے پھر یہی کہا کہ وہ کُلّی طور پر قادر تھا۔ میں نے کہا پادری صاحب پھر سوال حل ہو گیا۔ کہنے لگے کس طرح؟ میں نے ایک پنسل ان کی میز سے اٹھا کر ان کے قریب رکھ دی اور میں نے کہا: پادری صاحب! اس پنسل کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے پر آپ قادر ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر مَیں نے کہا کہ مَیں قادر ہوں؟ انہوں نے کہا : ہاں۔ پھر مَیں نے ایک تیسرے شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا یہ صاحب قادر ہیں۔ پادری صاحب نے کہا: ہاں۔ مَیں نے کہا جب ہم تینوں شخص اپنی ذات میں اس پنسل کو ہلانے میں قادر ہیں لیکن پھر بھی ہم کھڑے ہو کر شور مچا دیں کہ او بہرا اِدھر آؤ، او باورچی اِدھر آؤ۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوں تو ہم ان سے کہیں کہ ہم تینوں سے ملکر یہ پنسل اِدھر رکھ دو تو بتایئے وہ ہمیں پاگل سمجھیں گے یا نہیں۔ پادری صاحب نے کہا۔ آپ کا مطلب؟ مَیں نے کہا صرف جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا : ہاں پاگل کہیں گے۔ مَیں نے کہا جب خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس تینوں کائنات کے پیدا کرنے پر بذاتہٖ قادر ہیں اور اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کو اس کام کے لئے بلاتے ہیں جس کو وہ اکیلے اکیلے کر سکتے ہیں تو بتایئے دوسرے خدا بلانے والے خدا کو اور ہم لوگ اس خدا کو پاگل کہیں گے یا نہیں۔ اور پاگل خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یا تو پاگل کہلا کر وہ خدا نہ رہے گا یا ایسے پاگل دنیا میں وہ اودھم مچا دیں گے کہ دنیا ہی تباہ ہو جائے گی۔“

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحات 504 - 502)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم مولانا بشیر احمد اختر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/اگست 2007ء میں مکرم مظفر احمد درانی صاحب کے قلم سے محترم مولانا بشیر احمد اختر صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

محترم مولانا بشیر احمد اختر صاحب سابق امیر و مربی انچارج کینیا سے میرا پہلا رابطہ خط کے ذریعہ اُس وقت ہوا جب 1992ء میں خاکسار کا تقرر کینیا کے لئے منظور ہوا۔ میں نے رہنمائی کے لئے لکھا کہ کینیا کے مخصوص حالات اور موسم میں ذاتی ضروریات کی کونسی اشیاء لے کر آؤں؟ آپ نے مختصر جواب لکھا کہ کینیا میں ضرورت کی ہر چیز آسانی سے مل جاتی ہے، ہاں حکم الٰہی کو پیش نظر رکھیں کہ زادراہ ساتھ لو اور یاد رکھو کہ بہتر زاد راہ تقویٰ ہے۔ اس جواب کو پڑھ کر پہلا نیک تأثر میرے دل میں مرحوم کے لئے پیدا ہوا۔

نیروبی ائیرپورٹ سے آپ خود خاکسار کو ساتھ لے گئے۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اپنے آٹھ سالہ دَور امارت (1988ء تا 1996ء) میں آپ اپنے دفتری کام بھی خود ہی کرتے تھے۔ جماعتی اخراجات کو کم سے کم رکھ کر زیادہ سے زیادہ کام مکمل کرنے کی کوشش کرتے۔ اپنے ماتحت مربیان و معلمین کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ جب ہم مرکز میں جاتے تو رات کو اُنہیں کام میں مصروف چھوڑ کر سونے کے لئے جاتے تھے اور جب علی الصبح اٹھتے تو بھی آپ ہم سے پہلے اٹھ کر دفتری کام میں مصروف ہوتے۔

خطبات امام کو سواحیلی میں ترجمہ کرکے ''اخبار احمدیہ'' میں شائع کرتے۔ اِسے خود ٹائپ کرتے۔ پھر حسب ضرورت پیکٹ بنا کر جماعتوں کو ڈاک یا بس کے ذریعہ بھجوایا کرتے تھے۔ اسی طرح آڈیو کیسٹس پر خطبات کا سواحیلی ترجمہ ریکارڈ کرکے جماعتوں کو بھجوایا کرتے تھے۔ جب MTA کا آغاز ہوا تو آپ نے سواحیلی زبان میں بہت سے پروگرام پیش کئے اور خطبات امام کا سواحیلی ترجمہ MTA پر پیش کرنے کی سعادت مستقل طور پر آپ کے پاس رہی۔

ریڈیو اور ٹیلیویژن پر بڑی کوشش سے وقت لے کر جماعتی پروگرام پیش کرتے اور یہ آپ کے ذاتی تعلقات پر منحصر تھا جس کے لئے آپ متعلقہ افسران سے تعلقات بنا کر رکھتے تھے۔ انگریزی اور سواحیلی اخبارات میں مضامین اور خطوط لکھنا آپ کا محبوب مشغلہ تھے۔ کسی بھی دینی ایشو پر بات ہوتی آپ کی طرف سے ضرور اس موضوع پر دینی نقطہ نگاہ پیش کیا جاتا تھا۔ اخبارات والے آپ کے تبصرہ جات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ ایسے مضامین اور خطوط کو یکجائی طور پر شائع کرنے کی آپ کی شدید خواہش تھی تاکہ بعد میں آنے والے بھی استفادہ کرسکیں۔

سکول سے تعطیلات کے مہینوں میں آپ ملک بھر کی جماعتوں کا ایک یا دو مرتبہ دورہ کرکے وہاں مختلف تربیتی پروگرام کیا کرتے تھے اور دوران سال قائم ہونے والی جماعتوں کا دورہ لازمی کرتے تاکہ نئے بھائیوں سے تعارف کرکے ان کی تربیت کے پروگرام بنائے جائیں۔ آپ کے پاس کوئی ڈرائیور نہیں تھا تو جماعتی گاڑی کو احتیاط کے ساتھ آپ خود ہی چلایا کرتے تھے۔ اگر دورہ مختصر ہوتا تو بس پر سفر کرتے تھے۔ مزید دیہی علاقوں کا سفر آپ سائیکل پر یا پیدل ہی کرتے اور نوجوان مربیان سے کبھی بھی پیچھے نہیں رہتے تھے۔ ساری رات بس کا سفر کرکے آتے اور پھر سارا دن جلسہ کے سٹیج پر بیٹھتے۔ سیر حاصل تقریریں کرتے۔ سوالوں کے جوابات دیتے اور اگر دوسرے دن کا کوئی پروگرام نہ ہوتا تھا تو رات کو ہی بس کا سفر کرکے نیروبی تشریف لے جاتے۔ ان سفروں میں نوجوان مربی صاحبان تو تھک جایا کرتے تھے مگر آپ نے کبھی تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔ آپ کا جسم بڑا ہی چست اور پھرتیلا تھا۔ دورہ جات کے دوران سادہ گھروں، مسجدوں کی صفوں بلکہ سکولوں کے فرش پر سوکر بھی رات بسر کرلیا کرتے تھے۔

صوبہ کوسٹ کے ضلع کوالے کے Mirihini نامی علاقہ میں جب سینکڑوں پھل ایک ہی دفعہ حاصل ہوئے تو اسی سلسلہ میں مزید رابطے اور پروگرام جاری تھے کہ آپ بھی دورے پر تشریف لائے۔ یہ سانپوں کا علاقہ تھا۔ دن کے وقت کئی سانپ دیکھے۔ Vygato نامی گاؤں میں آم کے درخت کے نیچے جلسہ دن کے وقت ہورہا تھا کہ صفوں کے نیچے سے سانپ نکل کر بھاگ گیا۔ رات گزارنے کے لئے وہاں کچے پرائمری سکول کا کچے فرش والا ایک کمرہ میسر ہوسکا جس کی کھڑکیاں اور دروازے بھی نہ تھے اور دیواروں میں بھی جگہ جگہ سوراخ تھے لیکن آپ ہر حال میں راضی تھے۔

جلسہ سالانہ اور شوریٰ کے مواقع پر آپ مہمانوں کے ساتھ شامل ہوکر کھانا کھایا کرتے تھے اور دورہ جات کے دوران بھی بڑی خوشی سے مقامی کھانے کھاتے تھے۔ جس سے مقامی احباب کو خوشی ہوا کرتی تھی۔ نظام جماعت اور اطاعت خلافت کی پابندی کے سلسلہ میں آپ ننگی تلوار کی طرح تھے۔

دعوت الی اللہ کا آپ کو بے حد شوق تھا۔ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ وقت تنگ ہوتا یا کھلا، موقع کی مناسبت سے پیغام پہنچا دیا کرتے۔ جہاں بھی جاتے وہاں کے سرکاری افسران سے مل کر جماعت کا تعارف کرواتے اور کتب کا تحفہ پیش کرتے۔ میدان تبلیغ کے بہادر شہسوار تھے۔ اس راہ میں آپ کو قتل کی دھمکیاں بھی ملیں اور راستے روکے گئے مگر آپ نے کسی بھی خطرہ کی پرواہ کئے بغیر اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ ایک دفعہ حکومت کے شعبہ انٹیلی جنس نے آپ کو بلاکر کہا کہ آپ کے خلاف شکایت ہے کہ آپ کا تبلیغ کا انداز جارحانہ ہے جس سے نقص امن کا خطرہ ہے، اس لئے کیوں نہ آپ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے؟ دوران مکالمہ انٹیلی جنس والوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا تبلیغ کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس وقت بھی اپنا کام کررہا ہوں اور یہی میرا تبلیغ کا طریق ہے۔ اس پر انہوں نے مطمئن ہوکر آپ کو جانے کی اجازت دیدی۔

بی بی سی ریڈیو لندن کی سواحیلی سروس نے ''حرمت خنزیر'' پر ایک پروگرام پیش کرنا تھا۔ جس کے لئے انہیں ایک یہودی اور ایک مسلم عالم کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مسلمان عالم کے طور پر آپ کو منتخب کیا گیا۔ آپ کا سواحیلی زبان میں انٹرویو مختلف وقتوں میں BBC ریڈیو کی سواحیلی سروس سے نشر کیا گیا۔ اس کے شروع میں آپ کا جماعتی تعارف بھی شامل تھا۔

1996ء کے آخر میں آپ واپس پاکستان تشریف لے آئے۔ لیکن MTA کی سواحیلی سروس کی ذریعہ مشرقی افریقہ کے احباب کی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو پورا کرتے رہے۔

گوانتانا موبے پر امریکی قبضہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اگست 2007ء میں گوانتانا موبے پر امریکی قبضہ سے متعلق ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

امریکہ کی توسیع پسندی کی پالیسی کے نتیجہ میں جنوبی امریکہ کی کئی ریاستوں کو پہلے ہی بہ زور اپنے ساتھ شامل کرلیا گیا۔ پھر بیشتر ممالک پر امریکی فوجیں متعدد بار حملہ کرچکی ہیں۔ یہاں کی حکومتوں کے تختے الٹنا اور من پسند ظالم حکمرانوں کو مسلّط کرنے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

امریکی پالیسی کے مطابق ہی گوانتانا موبے میں پہلی بار 10 جون 1898ء کو امریکہ کی ایک بحری بٹالین نے قدم رکھا۔ یہ اس علاقہ میں سپین اور امریکہ کے درمیان جنگ کا پہلا مرحلہ تھا۔ پانچ سال بعد، جب سپین کی بے دخلی کا عمل مکمل ہوچکا تو امریکی صدر تھیوڈور روزویلٹ نے کیوبا کی نئی حکومت کو ایک معاہدہ کرنے پر مجبور کردیا جس کے تحت دو ہزار طلائی سکوں کے عوض گوانتانا موبے کو امریکہ کو پٹے پر دیدیا گیا۔ ساتھ ہی امریکی آئین میں ایک ترمیم (Platt Ammendment) کرکے امریکہ کو کیوبا کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا اختیار بھی دیدیا گیا۔ پھر 16 فروری 1903ء کو ایک ''لیز اایگریمنٹ'' کے تحت امریکہ نے گوانتانا موبے کی متعلقہ زمینوں اور پانیوں کو استعمال کرنے اور انہیں اپنے قبضے میں رکھنے کا اختیار حاصل کرلیا اور اس کے ساتھ ہی امریکہ کو اس علاقے میں ''بحری مراکز'' قائم کرنے کی اجازت بھی مل گئی۔ 2/جولائی 1906ء کو (کیوبا میں امریکی فوج کی دوسری جارحیت سے ذرا پہلے) گوانتانا موبے اور Bahia Honda کی لیز کے سلسلے میں ایک اور معاہدہ طے پایا، جس کے تحت امریکہ دوہزار ڈالر سالانہ ادا کرنے کا پابند تھا۔

گوانتانا موبے میں امریکی بحری اڈا، جو امریکی حدود سے باہر قائم ہونے والا سب سے پرانا بحری اڈا ہے، 45 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ 1934ء میں Platt Ammendment کی تنسیخ کے بعد روزویلٹ کی حکومت اور کیوبا کی حکومت کے درمیان گوانتانا موبے کی لیز کے لئے ایک اور معاہدے پر دستخط ہوئے۔

1959ء میں کیوبا میں انقلاب آیا تو امریکہ نے گوانتانا موبے میں تعینات اپنے فوجیوں کو کیوبا میں داخل ہونے سے منع کردیا۔ گوانتانا موبے کیوبا کا حصہ ہے اور فیڈل کاسترو کی حکومت اصرار کرتی ہے کہ یہ علاقہ اسے واپس دیا جائے لیکن امریکہ بدستور وہاں قابض ہے بلکہ وہاں کے فوجی کیمپوں میں القاعدہ کے ''دہشت گردوں'' کا احتساب بھی کیا جاتا رہا ہے۔

دراصل کیوبا میں امریکی فوجی اڈے کا اصل مقصد خلیج پر قبضہ برقرار رکھنا اور کیوبا کو مسلسل ہراساں کرنا ہے۔ 3/دسمبر 1971ء کو کیوبا کے صدر فیڈل کاسترو نے چلّی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''گوانتانا موبے میں امریکی فوجی اڈا کیوبا کی تذلیل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، یہ ایک خنجر کی مانند ہے، جو کیوبا کی خودمختاری کے سینے میں پیوست ہے۔''

کیوبا ایک چھوٹا ملک ہے اور ظاہر ہے کہ امریکہ کی خوفناک جنگی مشینری کا مقابلہ کرکے گوانتانا موبے کو واپس لینے کی استعداد نہیں رکھتا۔ اسی نکتے کے پیش نظر فیڈل کاسترو نے 11 جنوری 1985ء کو نکاراگوا کے دورہ کے دوران اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہمارے ملک میں عوام کی آرزوؤں کے خلاف ایک غیرملکی اڈا قائم ہے۔ اور انقلاب آنے کے بعد بھی گزشتہ 26 سال سے اس کا وجود برقرار ہے۔ ہم قانونی اور اخلاقی بنیادوں پر اس کی واپسی کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ اب اگر یہ کسی دن ہمارے پاس ہوگا تو ایسا طاقت کے ذریعے نہیں ہوگا، بلکہ دنیا میں انصاف پسندی کے فروغ کے باعث ہوگا۔

14 جون 2002ء کو کیوبا نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں گوانتانا موبے کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن امریکہ کے پاس اپنی ہٹ دھرمی برقرار رکھنے کے لئے ایک بہانہ بھی موجود ہے۔ 1934ء کے معاہدہ میں کہا گیا تھا کہ جب تک لیز کے کاغذات پر دستخط کرنے والے فریقین گوانتانا موبے کی امریکی تحویل کے بارہ میں کسی تبدیلی یا تنسیخ کے لئے باہمی طور پر رضامند نہیں ہوں گے، اس وقت تک گوانتانا موبے میں امریکی بحری اڈا قائم رکھنے کا معاہدہ فعال رہے گا۔

دراصل پٹے پر کسی کمزور ملک کی زمین ہتھیانا ایک ایسا ظالمانہ عمل ہے، جس کی ہر دور میں مذمت کی جاتی رہی ہے، لیکن جنگل کا قانون طاقتور کو بالادستی عطا کرتا ہے۔ بہرحال گزشتہ چند سالوں کے دوران پٹے پر حاصل کردہ بیش تر علاقے واپس کئے جاچکے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوری 2000ء نہر پانامہ کا قبضہ پانامہ کو مل گیا۔ 1997ء میں انگلینڈ نے ہانگ کانگ چین کو واپس کو دیا۔ لیکن امریکہ گوانتانا موبے سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں، کیونکہ یہاں اس کا بحری اڈا نہ صرف کیوبا بلکہ پورے جنوبی امریکہ پر اس کی دہشت قائم رکھنے میں اہم ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd October 2009 – 8th October 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 2nd October 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	MTA Medical News Review
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th June 1995.
02:35	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:20	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 282.
04:30	Jalsa Salana Germany 2004: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st August 2004 on the occasion of Jalsa Salana Germany.
05:35	MTA Variety: prize distribution ceremony of Taleem-ul-Qur'an Class, Rabwah.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 25th April 2004.
08:10	Siraiki Service
09:00	Reply to Allegations: an Urdu discussion programme with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) replying to allegations made against the Jamaat. Recorded on 12th April 1994.
10:05	Indonesian Service
11:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
13:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:15	Bengali Reply to Allegations: a discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:00	Friday Sermon [R]
17:15	Peace Conference: an interfaith peace symposium held in 2005 with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
17:35	Le Francais C'est Facile: lesson no. 63.
18:00	MTA World News
18:15	Le Francais c'est Facile [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Food for Thought: a talk with Dr Ijaz Qamar, an agricultural economist.
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 3rd October 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:20	Le Francais c'est Facile
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th June 1995.
02:50	MTA World News
03:05	Friday Sermon: rec. on 2nd October 2009.
04:20	Peace Conference
04:55	Rah-e-Huda: Urdu discussion programme
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 25th April 2004.
08:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th February 1984.
09:00	Friday Sermon
10:00	Indonesian Service
10:50	French Service
11:20	Ashab-e-Ahmad
12:10	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
14:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
15:55	Rah-e-Huda
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:15	Jalsa Salana Germany 2004: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 21st August 2004.
22:05	Rah-e-Huda [R]
23:35	Friday Sermon [R]

Sunday 4th October 2009

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & MTA News
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th June 1995.
02:15	Ashab-e-Ahmad
03:00	MTA World News
03:25	Friday Sermon
04:30	Faith Matters: English discussion programme
05:35	MTA Travel: a visit to New Zealand.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 13th June 2004.
07:35	Faith Matters
08:40	Learning Arabic: lesson no. 2.
09:00	Food for Thought
09:35	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Scandinavia.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 27th April 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Learning Arabic: lesson no. 2
13:00	Yassarnal Qur'an
13:25	Bangla Shomprochar
14:30	Friday Sermon
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:35	Faith Matters
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
21:45	Friday Sermon [R]
22:50	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Denmark.
23:20	Seerat-un-Nabi

Monday 5th October 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
01:00	Dars-e-Hadith
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th June 1995.
02:30	Friday Sermon: rec. on 2nd October 2009.
03:25	MTA World News
03:15	Food for Thought
04:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
05:30	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Children's class with Huzoor recorded on 11th December 2004.
07:50	Le Francais C'est Facile
08:15	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 4th May 1998.
09:15	Indonesian Service: translation of Friday sermon, recorded on 7th August 2009.
10:50	Khilafat Centenary Moshaairah
11:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:00	Medical Matters
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Friday Sermon: rec. on 3rd October 2008.
15:10	Jalsa Salana Germany 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 21/08/2004.
16:10	Rah-e-Huda
17:40	French Service [R]
18:00	World News
18:30	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th June 1995.
21:05	Le Francais C'est Facile [R]
21:25	Children's Class [R]
22:40	Friday Sermon [R]
23:25	Medical Matters [R]

Tuesday 6th October 2009

00:10	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35	Liqaa Ma'al Arab
02:40	MTA World News
03:00	Friday Sermon: Recorded on 3rd October 2008.
03:45	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 4th May 1997.
04:45	Medical Matters
05:25	Khilafat Centenary Moshaairah
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 12th December 2004.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1996.
09:30	MTA Variety: an English discussion programme about AIDS and HIV.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Yassarnal Qur'an
13:25	Bangla Shomprochar
14:25	Lajna Imaillah UK Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th November 2006.
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:30	Question and Answer Session [R]
17:40	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 7th August 2009.
20:35	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:15	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:10	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 7th October 2009

00:15	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:05	MTA International News
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 15th June 1997.
02:40	MTA Variety
03:05	MTA World News
03:20	Learning Arabic
03:50	Question and Answer session
05:05	Lajna Imaillah UK Ijtema
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 18th December 2004.
08:10	MTA Variety: an interview with Sahibzada Mirza Ghulam Ahmad.
09:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1996.
10:20	Indonesian Service
11:20	Swahili Muzakarah
12:30	Tilawat
12:40	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 3rd August 1984.
13:40	Bangla Shomprochar
14:45	Jalsa Salana Germany 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 22nd August 2004.
16:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 18th December 2004.
16:55	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th May 1995.
20:15	MTA International News
20:50	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:40	Jalsa Salana Germany 2004 [R]
22:55	From the Archives [R]

Thursday 8th October 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Liqaa Ma'al Arab
01:50	MTA World News
02:10	From the Archives
03:20	Sydney Boat Show
03:35	MTA Variety
04:45	Jalsa Salana Germany 2004
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Gulshan-e-Wafe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 19th December 2004.
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad IV (ra). Recorded on 10th March 1996.
10:20	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:00	Yassarnal Qur'an
13:20	Bangla Shomprochar
14:40	Tarjamatul Qur'an Class: in depth explanation of Qur'anic verses with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad IV (ra). Rec. on 04/11/98.
15:40	Jalsa Salana Germany 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 21st August 2004.
16:30	Al Maaidah
17:00	Yassarnal Qur'an [R]
17:35	MTA Variety
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Faith Matters
21:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:35	Jalsa Salana Germany 2004
23:25	Al Maaidah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 25 September, 2009 | Issue No. 39

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

تاریخ کی آنکھ سے پچھلی صدی (1909ء) کی فضائی سیر

برصغیر کے مشہور عالم شاعر اور سخنور حضرت غالب (1796-1869) کا یہ شعر ہر کس و ناکس کے نوک زباں ہے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

شعر کی لطافت اپنی جگہ ہمیں 1909ء کے واقعات کی عالمی سیر کے لئے گدڑی یا خرقہ زیب تن کرنے کی ضرورت نہیں دنیا بھر کے صد سالہ لٹریچر کا مطالعہ کرنے والی تاریخ کی برقی آنکھ کی ضرورت ہے۔ اب 1909ء کے احوال و وقائع پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالئے تو اسکی عظمت و اہمیت کا تصور کر کے آپ یقیناً دنگ رہ جائیں گے۔

کچھ ہمیں جانتے ہیں لطف ترے کوچہ کے
ورنہ پھرنے کو تو مخلوق خدا پھرتی ہے

3/جنوری: فلم سازی انڈسٹری بن گئی۔ اس انڈسٹری میں ایک لاکھ امریکن کا روزگار وابستہ ہے۔ صرف امریکہ میں دس ہزار سنیما گھر ہیں۔

(بیسویں صدی کا انسائیکلوپیڈیا از اعظم شیخ)

5/جنوری: نواب محمد احمد علی خاں ریاست مالیر کوٹلہ کے مسند نشین ہوئے۔ (تذکرہ رؤسائے پنجاب از سرلیپل گریفن و کرنل میسی)

31 جنوری: یوم الفرقان جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ناطق فیصلہ دیا کہ صدر انجمن خلیفہ وقت کے تابع فرمان ہے۔

(آئینہ صداقت حضرت مصلح موعودؓ)

4/فروری: جرمنوں اور فرانسیسیوں نے مراکش کی خودمختاری تسلیم کرلی۔

(انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم از ولیم ایل لینگر)

یکم مارچ: قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا قیام۔ 7 طلبہ نے داخلہ لیا۔

(رپورٹ صدر انجمن احمدیہ 1908-1909ء)

آخر مارچ: حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے سہ ماہی امتحان میں عربی اور تاریخ میں اول آئے۔ آپ پروفیسر جونز کے ٹیوٹوریل گروپ میں تھے۔ (تحدیث نعمت)

9/اپریل: جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے مس عطیہ فیضی لندن کے نام لکھا "میری زندگی حد درجہ تلخ ہے۔...... واحد علاج یہی ہے کہ میں اس بدبخت ملک کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ دوں یا شراب میں پناہ ڈھونڈوں جو خودکشی کو آسان تر بنا دیتی ہے"۔

(کلیات مکاتیب اقبال ناشر اردو اکادمی دہلی)

17/اپریل: پھر ایک ہفتہ بعد مس صاحبہ کو بذریعہ مکتوب یہ بھی لکھا "میرا سینہ یاس انگیز اور غم انگیز خیالات کا خزینہ ہے۔ یہ خیالات میری روح کی تاریک بابنیوں سے سانپ کی طرح نکلے چلے آتے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے میں ایک سپیرا بن جاؤں گا اور گلیوں میں گھومتا پھروں گا۔ تماش بین لڑکوں کی ایک بھیڑ میرے پیچھے پیچھے ہوگی"۔ (ایضاً)

27/اپریل: ترکی کے سلطان عبدالحمید ثانی کی معزولی۔ (اسلامی دنیا از سید قاسم محمود)

10/جون: ایس او ایس کا بحری سگنل پہلی بار جہاز ایس ایس سیلوونیا۔ (S.S SLAVOINIA) کیلئے استعمال کیا گیا جس کی مدد کیلئے دو اسٹیمر پہنچ گئے اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔

("366" دن از عقیل عباس جعفری)

15/جون: انٹرنیشنل کرکٹ کا قیام۔ بانی ارکان انگلستان۔ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ۔ (ایضاً)

26/جون: لندن میں وکٹوریہ اور البرٹ میوزیم کا باقاعدہ افتتاح (ایضاً)

25/جولائی: لوٹی بلیر بوٹ نے رودبار انگلستان پر پہلی بار پرواز کی۔

29/جولائی: نوزائیدہ مملکت پاکستان کے پہلے براڈ کاسٹر مصطفیٰ علی ہمدانی کی لاہور میں ولادت۔

(ایضاً)

30/ستمبر: برٹش انڈیا میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی شاخوں کی تعداد 109 تھی۔ جن میں سے صرف 32 کی رپورٹیں مرکز میں پہنچ سکیں۔

(رپورٹ انجمن)

20/اکتوبر: وفات جلال لکھنوی (جن سے سیدنا محمود کو اوائل شاعری سے تعلق تلمذ ہوا)۔

9/نومبر: انتقال بانی اخبار زمیندار مولوی سراج الدین صاحب جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس عہد شباب کی چشم دید شہادت اپنے اخبار میں شائع کی۔

15/نومبر: مارلے منٹو اصلاحات کی برطانوی سکیم کا اعلان جس سے برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملا۔

(آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا)

دسمبر: کیپٹن ڈگلس نے بطور ڈپٹی کمشنر لائل پور کا چارج سنبھالا۔ (چناب کلب از اشفاق بخاری)

اس سال کے آخر تک شام میں قائم امریکی پادریوں اور دانشوروں کے سکولوں کی تعداد 174 تک پہنچ گئی۔

(التبشیر و الاستعمار از مصطفی خالدی عمر فرّوخ)

ایک خوفناک تاریخی غلطی

مورخ پاکستان جناب ڈاکٹر مبارک علی صاحب کے قلم سے

"ہندوستان کی تاریخ میں مسلمان حکمران خاندانوں کے عہد کو مسلم دور حکومت کہا جانے لگا جب خود اس کے مورخوں نے کہیں بھی اس عہد کو اسلامی یا مسلمان دور کے نام سے نہیں پکارا اور اسے غزنوی، غوری، خلجی یا تغلق خاندانوں کے نام سے لکھا ہے اور پھر ہندوستان میں تو اکثریت کبھی بھی مسلمانوں کی نہیں رہی اور نہ ہی انہوں نے تمام ہندوستان پر حکومت کی"۔

"اس نقطہ نظر سے اسلامی فن تعمیر، اسلامی مصوری اور اسلامی موسیقی وغیرہ کی اصطلاحات تاریخی اعتبار سے غلط ہیں"۔ (تاریخ کے بدلتے نظریات۔صفحہ 86-87 ناشر فکشن ہاؤس اشاعت 1997ء)

مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن کے
27ویں نیشنل سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

(رضوان احمد افضل مبلغ سلسلہ ، سویڈن)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن کو مورخہ 15 تا 16 اگست 2009 کو اپنے 27ویں سالانہ اجتماع کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

خدام الاحمدیہ کے نئے سال کے آغاز میں ہی مکرم امیر صاحب سویڈن محترم محمود احمد شمس صاحب کے مشورہ سے اجتماع کی تاریخیں مقرر کر لی گئی تھیں۔ اجتماع کا نصاب تیار کر کے تمام مجالس کو بھجوایا گیا اور وقتاً فوقتاً قائدین سے اجتماع کی تیاری کے حوالے سے رپورٹس لی جاتی رہیں۔

اجتماع سے ایک دن قبل ہی خدام مختلف مجالس سے مشن ہیڈ کوارٹر ناصر مسجد گوتھن برگ پہنچنا شروع ہو گئے۔ مورخہ 15 اگست کی صبح مکرم آغا یحییٰ خانصاحب مبلغ انچارج و قائمقام امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے افتتاحی تقریر سے اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں انٹرنیٹ کے نقصانات کے بارے میں خدام کو تفصیل سے بتایا۔

افتتاحی تقریب کے بعد خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ ورزشی مقابلہ جات کے لئے مقامی کونسل سے ایک گراؤنڈ حاصل کی گئی تھی۔ جہاں مارکی لگا کر خدام کے کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اجتماع کے موقع پر خدام و اطفال کے علیحدہ علیحدہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں فٹ بال، کرکٹ، کلائی پکڑنا، دوڑ 400 میٹر، دوڑ 1600 میٹر شامل تھے۔

علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، تقریر سویڈش، تقریر اردو، حفظ قرآن، اذان اور مضمون نویسی شامل ہے۔

مورخہ 16 اگست کی دوپہر بعد از نماز ظہر اجتماع کی اختتامی تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس میں مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی تقریر مکرم مبلغ انچارج صاحب نے کی۔

مورخہ 15 اگست کو بعد از نماز مغرب و عشاء خدام الاحمدیہ کی شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ جس میں نئے صدر خدام الاحمدیہ سویڈن کے انتخاب کی کارروائی عمل میں آئی۔

مورخہ 16 اگست کو اجتماع کے اختتام پر احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا ایک اہم اجلاس مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن مکرم وسیم احمد ظفر صاحب کی صدارت میں ہوا۔

قارئین سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع میں شامل ہونے والے تمام خدام کو اپنے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور خدام الاحمدیہ سویڈن کو مزید فعال بن کر حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہلِ وفا سست کبھی گام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

(کلام محمود)

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد